Regd No P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقا پوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳-۵۰ روپے
ممالک غیر ۷-۵۰ روپیہ
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۱۱ | ۲۲ نبوت ۱۳۴۱ ہش | ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ | ۲۲ نومبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۴۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۷ نومبر بوقت ۸ بجے صبح حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ:-

کل بعد دوپہر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو بے چینی رہی اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ربوہ ۱۷ نومبر۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو ضعف اور گیس ٹربل کی شکایت ہے۔ آج صبح طبیعت پھر زیادہ ناساز ہو گئی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحب ممدوح کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جلد کامل شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۰ نومبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال مورخہ ۱۵ نومبر کو حیدر آباد دکن تشریف لے گئے آپ کے ہمراہ جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان بھی بسلسلہ تشریف لے گئے ہیں۔

جناب صدر صاحب مملکت ہند کی طرف سے جماعت احمدیہ کا شکریہ

چینی جارحیت کے متعلق جناب صدر صاحب جمہوریہ ہند کے سیکرٹری صاحب کی طرف سے مندرجہ ذیل چٹھی موصول ہوئی ہے

از دفتر راشٹرپتی بھون
نئی دہلی

نمبر ۶۲/۹ ۶۲-F
مورخہ ۷ نومبر

مکرم بندہ

جناب راشٹرپتی صاحب نے مجھے ہدایت دی ہے کہ آپ کا اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے جملہ ممبران کا چینی جارحیت کے مقابلہ کے لئے حکومت کو تعاون دینے کی پیشکش پر شکریہ ادا کروں

دستخط ڈی۔ پی۔ جے۔ مور

بخدمت شری برکات احمد راجیکی
ناظر امور عامہ۔
جماعت احمدیہ قادیان

(۲) حکومت میسور کے چیف منسٹر کے سیکرٹری صاحب نے اپنی چٹھی نمبر ۲۹۱۱ CM 7 مورخہ ۷ نومبر ۱۹۶۲ء بخدمت مکرم ناظر صاحب امور عامہ قادیان میں وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے جماعت احمدیہ قادیان کا شکریہ ادا کیا ہے۔

جناب سردار گوربھگت سنگھ صاحب گل ایس۔ پی گورداسپور کی طرف سے

جماعت احمدیہ قادیان کا شکریہ

چینی جارحیت کے مقابلہ کے لئے جو خدمات روپیہ اور خون کے عطیہ جات کی شکل میں جماعت احمدیہ قادیان نے سرانجام دی ہیں ان کے متعلق جذبات تشکر ادا کرتے ہوئے جناب ایس۔ پی صاحب بہادر گورداسپور نے مندرجہ ذیل چٹھی انگریزی میں جناب ناظر صاحب امور عامہ قادیان کو تحریر فرمائی ہے۔ جس کا ترجمہ ذیل میں پیش ہے:-

از دفتر سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور

۸۰۹۱ D.O./R
مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۶۲ء

میرے پیارے شری برکات احمد
آپ کے خط کے ذریعہ سے مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی

کہ موجودہ ہنگامی حالات میں احمدیہ جماعت روپیہ اور خون کی نیاز مندانہ پیشکش کر رہی ہے۔ میں نے اس سرکلر کو بھی پڑھا ہے جو آپ نے جماعت احمدیہ ہندوستان کے جملہ اراکین کے نام جاری کیا ہے [illegible] ان کے [illegible] جس میں آپ نے ہندوستانی بارڈروں پر چینی جارحیت کی مذمت کی ہے اور احباب جماعت کو ہدایت کی ہے کہ وہ موجودہ بحران میں حکومت کی پوری پوری امداد کریں۔

احمدیہ جماعت ہندوستان اس تعلق میں جو کچھ کر رہی ہے اس سے ان کے حب الوطنی کے جذبہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اور یہ بہت قابل قدر ہے۔

آپ کا مخلص
(دستخط) جی۔ بی۔ ایس۔ گل

بخدمت شری برکات احمد راجیکی
ناظر امور عامہ۔ احمدیہ جماعت
قادیان۔ ضلع گورداسپور۔

قادیان میں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ منعقد ہوگا

احباب کی درخواست پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان میں منعقدہ جلسہ سالانہ کی تاریخیں ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر مقرر فرمائی ہیں اس طرح احباب ریلوے کی رعائتی کرایہ سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور پاسپورٹ ہونے پر قادیان کے بعد ربوہ کے جلسہ میں بھی شمولیت کا موقع پا سکتے ہیں۔

احباب ابھی سے جلسہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہونے کی سعی شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔ آمین +

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مالک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

حتی الوسع تمام دوستوں کو جلسہ سالانہ میں ضرور شامل ہونا چاہیئے

اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف سنائے جائیں گے جن سے ایمان یقین اور معرفت میں ترقی ہوگی

میری دعا ہے کہ اس للّٰہی جلسہ میں شامل ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم بخشے آمین

جلسہ سالانہ کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تاکیدی ارشادات

جلسہ سالانہ پر آنے کی تاکید

لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے۔ ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں جاتی۔

اور مکرر لکھا جاتا ہے۔ کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں۔ جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

جلسہ سالانہ کی غرض

۱۔ "اس جلسہ کا بڑی غرض یہ بھی ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلوماتِ دینی وسیع ہوں اور معرفت ترقی پذیر ہو۔"

۲۔ صرف طلبِ علم اور مشورہ امداد اسلام اور ملاقات اخوان کے لئے یہ جلسہ تجویز کیا ہے۔

۳۔ ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ . . .

. . . یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

۴۔ نشانِ آسمانی کے ٹائیٹل پیج پر اس جلسہ کی یہ غرض بیان فرماتے ہیں:۔
"حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للّٰہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔"

۵۔ "ایک عارضی فائدہ ان جلسوں کا یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوکر اپنے پہلے بھائیوں کا منہ دیکھ لیں گے اور روشناس ہوکر آپس میں تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوگا۔"

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے لئے دعاء

"میں دعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت و طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔"

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

اِسلام نے مردوں کی طرح عورتوں پر بھی نہایت اہم دینی ذمہ داریاں عائد کی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا لجنہ اماء اللہ سے خطاب

فرمودہ ۳۱ر جولائی ۱۹۵۰ء بمقام کوئٹہ

۱۹۵۰ء کے موسم گرما میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کوئٹہ تشریف لے گئے تھے وہاں کی لجنہ اماء اللہ نے حضور کے اعزاز میں ایک دعوت چائے کا اہتمام کیا جس میں معزز غیر احمدی مستورات بھی مدعو کی گئیں اس موقعہ پر حضور نے جو تقریر فرمائی وہ حال ہی میں الفضل میں شائع ہوئی ہے جسے افادۂ احباب کی خاطر ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے

جب انسان کو دنیا میں پیدا کیا

تو اسے مرد و عورت دو حصوں میں پیدا کیا جیسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً ونساءً واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام۔ ان اللہ کان علیکم رقیباً (نساء ع ۱) یعنی اسے لوگو اس خدا کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا۔ وخلق منھا زوجھا۔ پھر اس جان کی قسم سے اس کا ساتھی پیدا کیا۔ وبث منھما رجالاً کثیراً ونساءً۔ اور پھر ان دونوں سے آگے اس نے بہت سے مرد اور عورت پیدا کئے۔ واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ اور تم اس

خدا کا تقویٰ اختیار کرو

کہ جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم دوسرے ساتھیوں سے کہتے ہو خدا کے لئے میری مدد کرو۔ وہ خدا جس کا نام لے کر تم اپنے دوستوں، ہمسایوں اور اہل دنیا سے مدد مانگا کرتے ہو۔ آخر اس کا بھی کچھ حق ہونا چاہیئے۔ والارحام۔ پھر ان رشتہ دار عزیزوں اور دوستوں کا بھی حق کا نام لے کر تم مدد مانگا کرتے ہو۔ خوف کیا کرو۔ مثلاً اگر کسی بچے کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ کہتا ہے ہائے اماں۔ ہائے ابا۔ یا کسی نوجوان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بھائیوں اور دوسرے دوستوں کا واسطہ دے کر مدد حاصل کرتا ہے۔ لیکن ان کا تم خیال نہیں کرتے ان کی خاطر تم قربانی کرنے سے بھاگتے ہو ان اللہ کان علیکم رقیباً۔ یہ مت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تم پر نگران ہے۔ اس کے مقابل پر بائیبل میں جو عیسائیوں اور یہودیوں کی کتاب ہے

انسان کی پیدائش

کا یوں ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اور ان کو ایک باغ میں رکھا۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ حضرت آدم اکیلے ہیں ان کا کوئی ساتھی بھی ہونا چاہیئے۔ تب حضرت آدم جب سو رہے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ایک پسلی کاٹی اور ایک عورت بنائی اور حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ یہ عورت تمہارے ساتھ رہے گی اور چونکہ وہ عورت نر سے پیدا ہوئی تھی اس لئے وہ ناری کہلائی بہرحال ابتدائے زمانہ سے عورت اور مرد کی آپس میں شراکت پائی جاتی ہے اور ان دونوں پر بعض ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔ اور مذہبی کتب ہمیشہ سے ان پر بحث کرتی آئی ہیں۔ بائیبل میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ عورت اس لئے پیدا کی گئی ہے تا مرد جنت میں اداس نہ ہو لیکن

قرآن کریم کہتا ہے

کہ عورت اور مرد دونوں اس لئے پیدا کئے گئے تا ان کے ذریعہ جنت بسے اور خدا تعالیٰ کا قانون زمین میں جاری ہو۔ اگر ہم غور سے دیکھیں تو ان دونوں مقاصد میں زمین و آسمان کا فرق پایا جاتا ہے بائیبل کہتی ہے کہ عورت کو اس لئے پیدا کیا گیا تا وہ مرد کو خوش رکھے لیکن قرآن کریم کہتا ہے کہ مرد اور عورت کی پیدائش کی غرض یہ ہے کہ تا دنیا آباد ہو اور دونوں مل کر خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کریں۔ دونوں کے ذمہ انصاف، عدل اور حسن سلوک کی دنیا بسانی ہے اب ظاہر ہے کہ جو قرآن کریم نے مقصد پیش کیا ہے وہ بہت عالی شان ہے لیکن

سوال یہ ہے

کہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے انسان کے ذمہ کیا کیا ذمہ داریاں عاید کی ہیں اور کون سے ایسے فرائض ہیں

جن پر عمل کر کے مرد و عورت دونوں اپنے مقصد پیدائش کو حاصل کر سکتے ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے خدا تعالیٰ نے اسلام کی بنیاد رکھی بلکہ اس بنیاد میں عورت کا حصہ بھی شامل کیا گیا ہے حدیث میں آتا ہے اور ضمناً قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک رویا دکھایا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ آپ کے اکلوتے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام آپ سے بارہ سال بعد پیدا ہوئے اور اس بارہ سال کے عرصہ تک

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اکلوتے بیٹے تھے ابھی حضرت اسماعیل علیہ السلام سات آٹھ سال کے تھے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنی رویا سنائی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اس وقت انسان کی قربانی کی جاتی تھی۔ لوگ بتوں کو خوش کرنے کے لئے انسان کو خصوصاً اپنے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ لوگوں میں انسان کی قربانی کا رواج ہے تو آپ سمجھے کہ اس رویا سے اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ میں اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کروں۔ آپ نے اس کا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ذکر کیا اور جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا۔ آپ نے جو دیکھا ہے اس کو پورا کیجئے میں صبر کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

اپنے بیٹے کو جنگل میں لے گئے

تا ان کی والدہ کو کوئی تکلیف نہ ہو آپ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو الٹا لٹا دیا تا ان کی تکلیف کو دیکھ کر دہشت پیدا نہ ہو۔ جب آپ ذبح کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام کیا کہ قد صدقت الرؤیا۔ جب تو اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کرنے پر تیار ہو گیا ہے تو تو اپنی رؤیا کو پورا کر چکا یعنی اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر عملاً تجھے اپنا اکلوتا بیٹا ذبح کرنا پڑے تو تو الٹ ذبح کر سکتا ہے مگر اب اس کی ضرورت نہیں کیونکہ آئندہ سے دنیا میں انسان کے ذبح کرنے کا طریق جاری نہیں رہے گا۔ یہ طریق چونکہ درست نہیں تھا اس لئے آج سے اسے مٹایا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ رؤیا جو دکھائی گئی تھی

اس میں یہ پیشگوئی تھی

کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل کو ایک ایسی جگہ چھوڑ آئیں گے جس کو مقام محمدی کے لئے چنا گیا ہے۔ چنانچہ آپ کو کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ الہام ہوا کہ حضرت ہاجرہ اور اس کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ کے مقام پر لے گئے۔ مکہ کے ارد گرد دس میل تک کوئی آبادی نہیں تھی۔ آپ نے ایک مشکیزہ پانی اور کھجوروں کی ایک تھیلی ان کے پاس رکھ دی اور واپس چل پڑے۔ رؤیا میں درحقیقت یہی دکھایا گیا تھا کہ اس سے مراد چھری سے ذبح کرنا نہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاطر اسے ایسی جگہ چھوڑ دو جہاں کھانے کو نہ روٹی ملے اور نہ پینے کو پانی گویا اپنی طرف سے تم اسے ذبح کر دو گے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

جب مکہ کے مقام پہنچے

تو ایک مشکیزہ پانی اور کھجوروں کی ایک تھیلی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ کے پاس رکھ کر چپکے سے کھسکے تا کہ بیوی ملامت نہ کرے۔ آپ جب واپس جا رہے تھے تو اس محبت کی وجہ سے جو قدرتی طور پر خاوند کو بیوی سے ہوتی ہے آپ بار بار مڑ کر دیکھتے تھے۔ جب آپ نے بار بار پیچھے دیکھا تو حضرت ہاجرہ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آپ کسی معمولی کام کے لئے نہیں جا رہے بلکہ اس میں کوئی راز ہے۔ حضرت ہاجرہ آپ کے پیچھے گئیں اور کہا ابراہیم۔ کیا ہمیں یہاں اکیلے چھوڑ کر جا رہے ہو۔ آپ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت ہاجرہ آپ کے پیچھے پیچھے کچھ دور تک چلتی گئیں اور بار بار یہ کہتی تھیں کہ کیا تم ہمیں یہاں چھوڑ کر جا رہے ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کوئی جواب نہیں دیتے تھے۔

حضرت ہاجرہ سمجھ گئیں

کہ رقت اور درد کی وجہ سے آپ کوئی جواب نہیں دیتے۔ آخر حضرت ہاجرہ نے کہا ابراہیم۔ تم کس کے حکم سے ہمیں یہاں چھوڑ کر چلے ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منہ سے کچھ نہیں کہا۔ کیونکہ محبت کے جذبات کی وجہ سے آپ بول نہیں سکتے تھے آپ نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ تب حضرت ہاجرہ نے کہا۔

اِذًا لَّا يُضَيِّعُنَا۔ اگر تم ہمیں خدا تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے یہاں پر چھوڑ کر جا رہے ہو۔ تو فکر کی کوئی بات نہیں جب خدا نے تمہیں یہ کہ یہاں چھوڑ نے کا حکم دیا ہے وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ یہ کہہ کر آپ واپس چلی گئیں۔ لیکن مشکیزہ میں جو پانی تھا اور تھیلی میں جو کھجوریں تھیں وہ آخر چند دن ہی چل سکتی تھیں۔ جب یہ چیزیں ختم ہو گئیں حضرت اسمٰعیل نے سسکنا شروع کر دیا کہ مجھے کھانا دو۔ مجھے پانی دو۔ وہاں پانی کہاں تھا سینکڑوں میل تک کوئی آبادی نہیں تھی۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے شدت پیاس کی وجہ سے بیہوش ہونا شروع کیا۔ آپ روتے تھے اور پانی مانگتے تھے۔ پھر کچھ دیر کے بعد غشی طاری ہو جاتی تھی۔ پھر ہوش آتی۔ نزیانی مانگتے۔ پھر غشی طاری ہو جاتی

ماں نے جب اپنے بیٹے کی یہ حالت دیکھی

گھبرا کر اٹھیں اور صفا اور مروہ ٹیلوں پہ جا کر ادھر ادھر پانی تلاش کرنا شروع کیا۔ آپ پہلے صفا پر چڑھ جاتیں اور ادھر ادھر دیکھتیں شاید کوئی قافلہ آ رہا ہو۔ تو میں اسے کہوں کہ وہ ہمیں کچھ پانی دے۔ جب انہیں کوئی قافلہ نظر نہ آتا۔ تو وہ مروہ پر چڑھ جاتیں اور دوسری طرف دیکھتیں تاکوئی قافلہ نظر آئے اور اس سے پانی حاصل کیا جائے۔ صفا اور مروہ کے درمیان نیچی زمین تھی۔ حضرت ہاجرہ جب وہاں آتیں تو بچے سے نظر ہٹ جاتی۔ اس لئے یہ درمیانی فاصلہ آپ دوڑ کر طے کرتیں۔ اسی لئے صفا اور مروہ کے درمیانی فاصلہ کو حاجی لوگ دوڑ کر طے کرتے ہیں۔ بہر حال حضرت ہاجرہ صفا اور مروہ کے درمیانی فاصلہ کو دوڑ کر طے کرتی تھیں تا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دیکھتی رہیں۔ اسی طرح آپ نے

سات چکر لگائے

ساتویں چکر پر فرشتہ کی آواز آئی کہ اے ہاجرہ جا اپنے بچے کے پاس۔ خدا تعالیٰ نے وہاں پانی کا انتظام کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ واپس آئیں اور آپ نے دیکھا کہ جہاں حضرت اسمٰعیل تڑپ رہے تھے۔ وہاں ایک چشمہ پھوٹ رہا ہے۔ جس کو زمزم کہتے ہیں۔ اور جس کا پانی حاجی لوگ بطور تبرک لاتے ہیں۔ غرض یہ مکہ کی بنیاد تھی اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کی دوبارہ بنیاد رکھی تو کہا۔ اے خدا اس شہر کے رہنے والوں میں ایک نبی مبعوث کیجیو جو انہیں تیری آیات پڑھ پڑھ کر سنائے انہیں تیری کتاب سکھائے اس کی حکمتیں سنائے۔ اور ان کے قلوب کا تزکیہ کرے۔ تو یا مکہ کی جو بنیاد رکھی گئی تھی وہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد کے لئے تھی۔ اس بنیاد میں ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام دونوں شامل تھے یعنی ایک مرد اور ایک عورت۔

غرض اللہ تعالیٰ نے شروع سے ہی جب سے اسلام کی بنیاد رکھی۔

عورت اور مرد دونوں کا حصہ

رکھ کر چلایا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے دنیا میں جب بھی تغیرات ہوتے ہیں۔ کئی چیزیں نظر انداز ہو جاتی ہیں۔ عام طور پر جن لوگوں نے تاریخ کا مطالعہ نہیں کیا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ حکومت صرف مرد ہی کرتے ہیں۔ مگر تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ملکوں میں عورتیں بھی حکومت کرتی رہی ہیں اور مرد ان کے تابع ہوتے تھے۔ عورتوں کی حکومت میں بھی ظلم ہوتے تھے۔ کیونکہ دونوں میں

اتفاق اور اتحاد کی روح

نہیں پائی جاتی تھی اور دنیا صرف دونوں کے اتفاق و اتحاد سے ہی چل سکتی ہے۔ ورنہ عورتوں نے بھی بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی والدہ سے بھی اس نے کام لیا۔ انہیں الہام ہوا کہ ان کے ہاں ایک بچہ ہوگا۔ فرعون دشمن ہے وہ اسے مارنے کا ارادہ کرے گا اس لئے جب وہ پیدا ہو۔ اسے ٹوکرے میں ڈالکر دریا میں ڈال دینا۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام

کی والدہ نے ایسا ہی کیا۔ اب یہ کام ہر ماں نہیں کر سکتی۔ ایک کروڑ میں سے ننانوے لاکھ ننانوے ہزار نو سو ننانوے عورتیں ایسی جرأت نہیں کر سکتیں۔ یا شاید کئی نسلوں میں بھی کوئی ایک عورت ایسی پیدا نہ ہو کہ جسے اس قسم کا خواب آئے۔ اور وہ اس خواب کی بنا پر اپنے بیٹے کو دریا میں ڈال دے۔ لیکن حضرت موسےٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایسا کیا۔ پھر حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون کی بیوی کا ذکر آتا ہے باوجود اس کے کہ فرعون شدید دشمن تھا۔ وہ ایمان رکھنے والی تھی۔ اور ہمیشہ دعائیں کرتی رہتی تھی۔ کہ اللہ تو شرک کی ظلمت کو دور کر دے اور سچائی کو دنیا میں قائم کر پھر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ

نے بھی بڑی قربانی کی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمانوں اور عیسائیوں نے بعض غلط باتیں ان کی طرف منسوب کر دی ہیں۔ مگر انہیں جانے دو۔ مجھے ایک بات نظر آتی ہے جس سے ان کا وصف

حوصلہ معلوم ہوتا ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کا حکم ہوا۔ بہت کم مائیں ہوں گی جو اس قسم کے نظارہ کو دیکھ سکتی ہوں۔ بائیبل میں آتا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو جب صلیب پر لٹکایا گیا۔ اس وقت حضرت مریم موجود تھیں۔ دنیا میں دیکھتے ہیں کہ عام طور پر ایسے وقت مائیں بھاگ جایا کرتی ہیں۔ اور وہ اپنے بچوں کی تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ لیکن حضرت مسیح کی والدہ اس وقت موجود تھیں۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کی ماں اس طرح اپنے دل کو حوصلہ دے کر کھڑی ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتی ہے کہ

خدا تعالیٰ کا حکم

یہی ہے۔ اور مجھے وہ منظور ہے۔ تو وہاں آپ کا ایک شاگرد یوحنا نامی کھڑا تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیب پر لٹکے ہوئے درد و کرب کی حالت میں یوحنا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے یوحنا یہ تیری ماں ہے۔ اور حضرت مریم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے عورت یہ تیرا بیٹا ہے۔ ماں کا لفظ نہیں بولا۔ تا رقت پیدا نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ میں اپنی جگہ یہ یوحنا کو تیرا بیٹا بناتا ہوں اس میں یہ اشارہ تھا کہ صلیب پہ مرنے یا ہمارے عقیدہ کے مطابق صلیب کے بعد کی زندگی میں جو تکالیف مجھے پہنچی ہیں ان میں میرا یہ مخلص مرید تمہاری ایسی خدمت کرے گا جیسے میں۔ اس لئے آئندہ کے لئے تم اسے اپنا بیٹا بنا لو۔ گویا شروع سے ہی یہ سلسلہ چلا آیا ہے کہ عورتیں عظیم الشان کام سرانجام دیتی رہی ہیں۔ کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا جس میں عورت نے قربانی میں مرد کا ساتھ نہ دیا ہو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ

آیا۔ آپ غار حرا میں عبادت کر رہے تھے کہ الہام ہوا۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ۔ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بہت گھبرائے جب آپ گھر تشریف لائے تو آپ کانپ رہے تھے۔ آپ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے فرمایا زملونی زملونی۔ مجھے کپڑا اوڑھا دو مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ چنانچہ آپ کو کپڑا اوڑھا دیا گیا۔ جب گھبراہٹ ذرا کم ہوئی۔ تو حضرت خدیجہ نے دریافت فرمایا کہ آپ کو کیا ہو گیا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس طرح غار حرا میں عبادت کر رہا تھا کہ ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم دیا ہے

کہ جاؤ اور میرا پیغام دنیا کو پہنچاؤ۔ میں ڈرتا ہوں کہ نہ معلوم میں اس کام کو کر سکوں گا یا نہیں۔

حضرت خدیجہؓ نے فرمایا

كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ أَبَدًا مجھے خدا کی قسم ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ پھر آپ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے کہا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ کمزوروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں۔ نادار وں کو کما کر دیتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اور حادثات میں حق کی مدد کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں یہی شاندار اخلاق شمار ہوتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے فرمایا ان اخلاق کے ہوتے ہوئے خدا تعالیٰ آپ کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ پھر فرمایا میرا ایک بھائی ہے وہ نبیوں کی ہے اور بڑا عالم ہے۔ اس سے اس بارہ میں ہدایت طلب کرتی ہوں۔ آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔ اس نے بتایا کہ یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جس چیز کا خوف تھا

ورقہ نے اس کی تصدیق کی

اور کہا۔ یہ فرشتہ جب کبھی کسی پر نازل ہوا تھا بڑا سخت تکلیف پہنچی ہیں۔ ورقہ نے کہا کاش میں اس وقت زندہ ہوتا۔ جب آپ کی قوم آپ کو وطن سے باہر نکال دے گی۔ اگر میں اس وقت میں زندہ ہوا تو اِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ لَنَصَرْتُكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا۔ میں کمر باندھ کر آپ کی مدد کروں گا۔ مکہ کے لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتے تھے۔ اس لئے آپ حیران ہو گئے۔ اور فرمایا اَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ کیا وہ مجھے باہر نکال دیں گے ورقہ نے کہا ہاں کیونکہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ یہ فرشتہ کسی پہ آیا ہو۔ اور اس کی قوم نے اسے باہر نہ نکال دیا ہو۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ یہاں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے پہلے ایمان لانے والی اور آپ کو حوصلہ دلانے والی عورت ہی تھی۔ اور پھر حضرت خدیجہؓ نے ۱۳ سال تک آپ کی تکالیف میں آپ کا ساتھ دیا۔ اور کسی وقت بھی ڈگمگائی نہیں۔ پھر آپ کی تمام بیویوں کے حالات کو اسلام میں بیان کرنے کی وجہ آخر کیا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ دنیا میں

عورت اور مرد دونوں مل کر کام کرتے ہیں

دنیا میں کوئی بنیاد قائم نہیں ہوتی جس میں عورت اور مرد دونوں شامل نہ ہوں۔ جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے عورت اور مرد کو اس لئے بنایا ہے۔ کہ تا دنیا آباد ہو۔ گویا جب تک عورت اور مرد دونوں کو نہ جنایا جاتا۔ دنیا آباد نہیں ہو سکتی تھی۔ یہی حال روحانی دنیا کا ہے۔ روحانی دنیا بھی اس وقت تک آباد نہیں ہوتی جب تک

عورت اور مرد دونوں مل کر کام نہ کریں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسی وجہ سے عورتوں کو دین کی تعلیم میں شامل رکھتے تھے۔ آپ جب وعظ فرمانے لگتے تو عورتوں کو اس میں شامل ہونے کے لئے حکم فرماتے تھے۔ مثلاً عید ہے

عید کا خطبہ سننے کیلئے

آپ عورتوں کو بھی دعوت دیتے تھے۔ آپ کی یہ ہدایت تھی کہ خواہ عورتوں کو اپنا کام چھوڑ کر ہی خطبہ میں شامل ہونا پڑے۔ انہیں شامل ہونا چاہیئے۔ پھر عورتوں نے کہا کہ ہم کام کاج میں لگی رہتی ہیں۔ اس لئے ہم باقاعدہ طور پر وعظوں اور خطبات میں شامل نہیں ہو سکتیں۔ آپ کوئی نہ کوئی وقت عورتوں کے لئے مخصوص فرمائیں۔ اس پر آپ نے ہفتہ میں سے ایک دن عورتوں کے لئے مخصوص کر دیا عورتیں مردوں کے جلسوں میں بھی شامل ہوتی تھیں۔ اور اس مخصوص دن بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نصائح سے مستفید ہوا کرتی تھیں۔

اس سے پتہ لگتا ہے

کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو کتنی اہمیت دی ہے چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی نے اپنی سیکنڈ ہولڈ نصف دین عائشہؓ سے سیکھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ میں نے عائشہؓ کو اپنی زندگی میں دیدی ہے کہ عورتوں کے متعلق جو نصف مسائل ہیں۔ وہ ان سے سیکھ سکتے ہیں۔

غرض خالی مرد کام نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم کو شروع سے آخر تک پڑھ کر دیکھ لو۔ تمام مسائل احکام اور انعامات میں

عورت اور مرد دونوں کا ذکر ہے

مثلاً اگر یہ کہا جاتا ہے کہ نیک مرد۔ تو ساتھ ہی کہا جاتا ہے۔ نیک عورتیں۔ اگر کسی جگہ ذکر ہے کہ عبادت کرنے والے مرد۔ تو ساتھ ہی یہ ذکر ہو گا کہ عبادت کرنے والی عورتیں پھر اگر یہ ذکر ہے کہ جنت میں مرد جائیں گے تو ساتھ ہی یہ ذکر ہو گا کہ جنت میں عورتیں بھی جائیں گی۔ مرد کی اگر اعلیٰ درجہ کی نیکیاں ہیں۔ اور وہ جنت میں ایک اعلیٰ مقام پر رکھا جاتا ہے تو اس کی بیوی جس کی نیکیاں اس مقام کے مناسب حال نہیں ہیں وہ خاوند کی وجہ سے اسی مقام میں رکھی جائے گی اسی طرح اگر عورت اعلیٰ نیکیوں کی مالک ہے اور ان کی وجہ سے وہ جنت میں اعلیٰ مقام پر رکھی جاتی ہے تو اس سے ادنیٰ نیکیاں رکھنے والا خاوند بھی اسکی وجہ سے اسی مقام پر رکھا جائے گا۔

غرض تمام معاملات میں خدا تعالےٰ نے

وادئ کشمیر کا تبلیغی و تربیتی دورہ

بتوسط نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۳)

سرینگر　احباب سرینگر نے میرے لئے میجسٹک ہوٹل میں بندوبست کیا تھا۔ مگر کچھ دیر تک کسی دوست سے ملاقات نہ ہو سکی۔ اس لئے میں مکرم پروفیسر مبارک احمد صاحب مدراسی کے کوارٹر گیا۔ ان کی اہلیہ محترمہ میرے وطن کی ہیں۔ قدرتی طور پر ان کو میرے آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ پھر تو میں "میجسٹک ہوٹل" بھول گیا۔ اور رات انہیں کے کوارٹر پر گذاری۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔

یکم اکتوبر کو سرینگر سے باندی پورہ کے لئے چلا۔ مگر وہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ میں ایک دن دیر کر کے پہنچا ہوں۔ اور اس جماعت نے جلسہ کا جو پروگرام بنایا تھا وہ درہم برہم ہو گیا۔ اس سے مجھے بھی بہت صدمہ ہوا۔ اور میں نے دوبارہ باندی پورہ آنے کا وعدہ کیا۔ رات باندی پورہ گزاری۔ ۲ر اکتوبر کو پھر باندی پورہ سے سرینگر آیا۔ اور مکرم پروفیسر مبارک احمد کے ہاں قیام کیا۔ لیکن میں جماعت احمدیہ سرینگر کا بھی مشکور ہوں کہ اس نے میری آسائش کے لئے ہر قسم کی پیشکش کی۔

صوبائی عہدیداروں کا انتخاب　۳ر اکتوبر کو مجھے پھر کنی پورہ آنا تھا۔ مکرم جناب ناظر صاحب اعلےٰ نے جماعتہائے کشمیر کے لئے صوبائی عہدیداروں کے انتخاب کی خدمت بھی سپرد کی تھی۔ میں نے بمشورہ مکرم میر غلام محمد صاحب امیر جماعت صوبائی عہدیداروں کے انتخاب کے لئے ۳ر اکتوبر کی تاریخ مقرر کی تھی اور مجلس انتخاب کے تمام ممبروں کو کنی پورہ جمع ہونے کی تاکید کی تھی۔ چنانچہ ۳ر اکتوبر کو میں سرینگر سے کنی پورہ پہنچا۔ اور نہایت خوشگوار ماحول میں صوبائی عہدیداروں کے انتخاب کا اعلان کیا۔ اور اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ تمام حاضرین نے نہایت دلچسپی اور اخلاص سے صوبائی عہدہ داروں کا انتخاب کیا

وعورت اور مرد

دونوں کی ذمہ داریوں کو اہمیت دی ہے

جماعت احمدیہ اندوہ　۴ر اکتوبر کو میں کنی پورہ سے جماعت احمدیہ اندوہ کی طرف چلا۔ یہ ایک پرانی جماعت ہے۔ مولانا عبد الرحیم صاحب جنہوں نے صوبہ اڑیسہ خصوصاً کیرنگ میں احمدیت کی تبلیغ میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ آپ اندوہ میں ہی سپرد خاک کئے گئے ہیں۔ یہاں سے ایک دوست چیک ایمرج اور یارڑی پورہ آئے تھے۔ اور مجھ سے اندوہ آنے کا وعدہ لیا تھا۔ آج میں اسی وعدے کا ایفاء کرنے چلا۔

تربیتی تقریریں　۴ر اکتوبر کو سرشام اندوہ پہنچا۔ احباب جماعت سے ملاقات ہوئی۔ رات کو اور دوست بھی آ گئے۔ یہ لوگ احمدی ہونے کا اقرار کرتے ہیں مگر ان میں کوئی تنظیم نہیں۔ میں نے اس موقعہ پر ایک تربیتی تقریر کی۔ ان تقریروں سے احباب کے لئے ایک خوشگوار فضا پیدا ہو گئی۔ یہاں ضرورت اس بات کی ہے کہ جماعتی تنظیم کا کام یہاں کے سمجھوں کو ایک سلک میں پرو دیا جائے۔

جماعت احمدیہ باندی پورہ　۵ر اکتوبر کو میں اندوہ سے باندی پورہ کے لئے روانہ ہوا اور سرینگر ہوتا ہوا شام کو باندی پورہ پہنچ گیا۔ وہاں مکرم حاجی عبد الغنی صاحب صدر جماعت اور مکرم غلام محمد صاحب سیکرٹری مالی اور دوسرے احباب سے ملاقات ہوئی۔

اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ باندی پورہ میں اپنی کوئی جماعت نہیں بلکہ یہاں سے ۲ میل کے فاصلہ پر ونگام نامی ایک بستی ہے وہاں چند خاندان احمدی ہیں یہیں وہ پہاڑ ہے جس کو سوآب کہتے ہیں ۶ر اکتوبر کو جماعت احمدیہ ونگام کی طرف سے سکنڈری ہائی سکول گلوسہ میں ایک جلسے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ وہاں مجھے "مذہب اور سائنس" کے عنوان پر اسکول کے طلباء، ٹیچر، پرنسپل اور دیگر حضرات کو خطاب کرنے کا موقعہ ملا۔ میں نے اس تقریر میں مذہب کی حقیقت اور سائنس کی ان بڑی بڑی ایجادات کا ذکر کیا جن کا اشارہ یا صراحتاً قرآن کریم اور احادیث نبوی میں ذکر کیا گیا ہے

تقریر کے بعد اسکول کی گیارہویں جماعت پرنسپل صاحب اور تمام ٹیچر صاحبان بیٹھے اور سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ مجھ سے ڈارون کے نظریہ ارتقا، تخلیق آدم اور حقیقت روح کے متعلق سوال ہوئے اللہ کا فضل ہے کہ میں نے ان تینوں سوالات کا تسلی بخش اور شگفتہ انداز میں جواب دیا۔

اننت ناگ　۷ر اکتوبر کو میں باندی پورہ سے سرینگر ہوتا ہوا اننت ناگ آیا۔ اور مکرم سعید احمد ڈار اور مکرم اے ایچ محمود کے ہمراہ ویری ناگ وغیرہ کی سیر کرنے گیا۔ رات کو مکرم بابو غلام رسول صاحب بیجوارہ سے ملنے کیلئے آئے۔ رات انہوں نے بھی میرے ساتھ ہی گذاری۔ صبح میں ان کے ہمراہ ... آیا ... گارڈن کی سیر کی اور دوپہر کا کھانا ان کے ساتھ کھایا۔ پھر میں سرینگر کو چلا۔ اور دوسرے دن سرینگر سے جموں کے لئے چل پڑا۔

میں جب وادئ کشمیر کو الوداع کہنے پر تیار ہوا تو دیکھا کہ یہاں کے پتوں کا رنگ بدل گیا تھا۔ ان پر سرخی غالب آ رہی تھی۔ کھیتیاں کٹ چکی تھیں۔ سیب شاخوں سے اتارے جا رہے تھے بکروال اور گوجر اپنے مویشیوں کے ساتھ پہاڑوں پر سے اتر رہے تھے۔ ہر گھر میں موسم سرما کے لئے لکڑی اور ایندھن کا ذخیرہ کیا جا رہا تھا۔ میں نے اسی حالت میں اس وادی کو آخری سلام کہا۔ جس سے مجھے ایک حد تک انسیت سی ہو گئی تھی۔ میں جب سرینگر سے بانہال کی طرف چلا تو دیکھا کہ پانپور کے قریب زعفران کے پودے زمین سے سر نکال کر جھانک رہے تھے۔ میں اسی ماحول میں وادئ کشمیر اور دوستوں کی یاد دل میں لئے کرید کیا ہوا بانہال کی سرنگ سے نکل گیا کہ

پھر خدا جانے کہ کب آئیں یہ دن اور یہ بہار

درخواستہائے دعا

(۱) خاکسار کی لڑکی عزیزہ مبارکہ بیگم (جماعت ہشتم) کا سالانہ امتحان مورخہ ۲۶ر نومبر سے شروع ہے۔

(۲) خاکسار کے چھوٹے لڑکے عزیز ناصر احمد (جماعت ششم) کا سالانہ امتحان ۳ر دسمبر سے شروع ہے۔

احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ ان دونوں کی نمایاں کامیابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

خاکسار

سید کریم بخش، از کلکتہ

صوبہ جموں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

میں وادی کشمیر کے دورہ سے فارغ ہو کر ۔ اکتوبر کو جموں پہنچ گیا۔ یہاں مجھے مکرم و محترم جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کا ہدایت نامہ ملا کہ میں صوبہ جموں کی تین اہم جماعتوں کا دورہ بھی کروں۔ یعنی جموں شہر۔ پونچھ اور بھدرواہ۔ میں حکم کی تعمیل میں مکرم جناب بابو محمد یوسف صاحب امیر جماعت جموں کے ساتھ ۱۰/ اکتوبر کو جموں سے پونچھ چلا۔

جموں اور سرینگر کا راستہ تو دیکھ چکا تھا۔ اب پہاڑی سفر کا دوسرا دور شروع ہوا۔ وہی نشیب و فراز اور پہاڑوں کا طواف — آز ہر سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی سڑکوں سے گذرتے تکالیف سفر کے نئے نئے تجربات کرتے ہوئے دن کے ۲ بجے پونچھ پہنچ گئے۔ راستے میں بار بار خیال آتا تھا کہ دار التبلیغ پہنچ کر آرام و اطمینان کا سانس لیں گے۔ مگر یہاں پونچھ کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی معلوم ہوا کہ ڈیڑھ دو مہینوں سے یہاں احمدیوں پر سکھ کی نیند حرام ہو چکی ہے۔ اس اتحاد و یکجہتی کے دور میں بھی ایک بریلوی واعظ نے جماعت کے خلاف اتنا طوفان کھڑا کیا ہے کہ ہر وقت وہاں کے احباب پر خوف اور پریشانی کا عالم طاری رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایسی زباں درازیاں کی گئی ہیں کہ اس صدمے سے مخلص احمدیوں نے کئی وقتوں کا کھانا پینا چھوڑ دیا۔

میں اس ناموافق ماحول میں پونچھ پہنچا۔ اور بالکل خلاف توقع پہنچا۔ احباب جماعت میری طرف سے ناامید ہو چکے تھے۔ اب جو اچانک نازل ہوا مکرم محمد صدیق صاحب ثاقب صدر جماعت احمدیہ پونچھ سے آنکھیں چار ہوئیں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کتنے اخلاص و محبت سے ملے۔ ہماری آمد ایسی بروقت اور خلاف توقع تھی کہ ہم دونوں ان کے لئے فرشتہ رحمت بن گئے۔ وہ بار بار آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے اور ہمیں دعائیں دیتے۔

بریلوی واعظ

ہم دونوں اس رات بریلوی واعظوں کی باتیں سنتے رہے۔ جلسوں میں کس طرح لغو داستانوں کی فرضی ڈگمگائی جاتی تھیں۔ اور وجد و حال کا سماں کیا جاتا تھا۔ کس طرح معانی و معارف کی بجائے عبارت آرائی سے سامعین کو بہلایا جاتا تھا۔

میں بریلوی واعظوں کے طور طریق سے اچھی طرح واقف ہوں۔ قبول احمدیت سے پہلے ہمیشہ ان کے اصلاحی معاملات میں بڑا دخل کیا کرتا تھا۔ ابھی تک الہ آباد کی وہ مجلسیں یاد ہیں جن میں ایک طرف دیوبندی و اہل حدیث ہوتے۔ اور دوسری طرف بریلوی۔ یوں تو یہ سارے کے سارے کفر سازی کے کارخانے تھے۔ فرق صرف یہ تھا کہ بریلوی واعظوں کے کارخانوں کی پیداوار زیادہ ہوتی تھی۔ دوسرے کارخانے ذرا دھیمی رفتار سے چلتے تھے۔ مگر تھے سارے کفر سازی کے کارخانے۔ میں نے ان میں سے کسی کو تلقین ایمان پر فخر کرتے نہیں دیکھا۔ البتہ جب وہ کسی مسلمان کو کافر قرار دیتے تو فوراً فخر سے سر اونچا ہو جاتا۔ انہیں علمائے اسلام کہنے کی بجائے علماء کفر ساز کہنا مناسب تھا۔

لیکن بہت دنوں سے سیاسی ہلچل میں بریلوی اور دوسرے واعظوں کی یہ آواز بند ہو گئی تھی۔ مگر خدا بھلا کرے پاکستان کے علماء اسلام کا کہ انہوں نے ۱۹۵۳ء سے اس مردے میں جان ڈالنی شروع کر دی ہے۔ اور اس کی صدائے بازگشت کبھی کبھی ہندوستان کی سرزمین میں بھی سنی جاتی ہے۔

قومی اتحاد و یکجہتی پر تقریر

میں جب پونچھ پہنچا تو اس وقت یہ صدائے بازگشت خوب گونج رہی تھی۔ اب ہم احمدیوں کے سامنے یہ سوال ہوا کہ آخر کیسے اس شور و شغب پر قابو پایا جائے۔ بہت سے غور و فکر کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ کسی اچھے موضوع پر ایک جلسہ عام کا اعلان کیا جائے۔ جس سے نفرت و حقارت کی یہ بھڑکائی ہوئی آگ بجھائی جا سکے۔ اور وہ تھا قومی اتحاد و یکجہتی کا موضوع۔ اور جس کی اشاعت اس وقت حکومت ہند کی ایک پالیسی ہے۔ اعلانچی کے ذریعہ اعلان کرا دیا گیا کہ ۱۳/ اکتوبر کو مسجد احمدیہ پونچھ میں جماعت احمدیہ کے ایک مبلغ قومی اتحاد و یکجہتی کے موضوع پر تقریر کریں گے۔

مسجد احمدیہ پونچھ

خیر اعلان تو کرا دیا گیا۔ مگر سوال یہ تھا کہ کون شخص مسجد احمدیہ میں یہ تقریر سننے آئے گا۔ مسلمانان پونچھ کو مسجد احمدیہ سے یوں بھی عناد ہے کہ ان لوگوں کو قہراً اس مسجد سے بے دخل کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ کسی غیر احمدی مسلمان کی تعمیر کردہ مسجد ہے۔ اور احمدیوں نے جبراً اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ مسجد تو حضرت میاں عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ جنہوں نے علماء مصر سے وفات مسیح کا فتویٰ حاصل کیا تھا۔ ان کی اور ان کے احمدی دوستوں کی تعمیر کردہ ہے۔ ۱۹۴۷ء تقسیم ہند کے بعد جب پونچھ شہر احمدیوں سے خالی ہو گیا تو محکمہ اوقاف نے اس پر قبضہ کر کے یہ مسجد غیر احمدیوں کے حوالے کر دی۔

لیکن جب حالات سازگار ہوئے تو وہ احمدی جماعتیں جو شہر پونچھ اور اس کے آس پاس رہتی ہیں۔ انہوں نے محکمہ اوقاف سے اس مسجد کا مطالبہ شروع کیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ یہ مسجد فوراً جماعت احمدیہ پونچھ کے حوالے کر دی جاتی۔ مگر اس محکمہ نے کثرت کے زعم میں اپنا یہ فرض نظر انداز کر دیا۔ آخر یہ معاملہ عالیجناب بخشی غلام محمد صاحب وزیر اعظم جموں و کشمیر کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ انہوں نے فوراً ہی ڈپٹی کمشنر پونچھ کو حکم دیا کہ یہ مسجد احمدیوں کے حوالے کر دی جائے۔ مسلمانان پونچھ کو اپنے وزیر اعظم کی انصاف پسندی پر خوش ہونا چاہیے تھا۔ مگر وہ خوش ہونے کی بجائے روٹھ گئے۔ اور ابھی تک روٹھے ہوئے ہیں۔ بلکہ کئی ایسی کوششیں کیں جو اسلامی تعلیم کے منافی ہیں۔ جیسے ایک کتبہ سنگ مرمر جس پر کلمہ طیب اور درود و سلام لکھا ہے۔ اور اس مسجد کے دروازے پر لگا تھا۔ اکھیڑ کر ایک گندے نالے میں پھینک دیا گیا۔ پھر دوسرا کتبہ جو محراب کے اوپر لگا ہے۔ اسے بھی اکھیڑنے کی کوشش کی۔ غرض یہ مسجد غیر احمدیوں کی شکست کا ایک نشان بن گئی ہے۔ آج اس مسجد میں جماعت احمدیہ پونچھ ایک جلسہ منعقد کر رہی ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو خاص طور پر اس میں شرکت کی دعوت دے رہی ہے۔ یہ جماعت احمدیہ کے لئے کیسے امتحان اور غیر احمدی دوستوں کے لئے کسی کشمکش کا وقت تھا۔

خیر جلسے کا وقت آیا۔ ہندو دوستوں کا ایک طبقہ وقت مقررہ پر پہنچ گیا۔ اس کے بعد دیکھا کہ کچھ مسلمان بھی آ رہے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اچھی خاصی تعداد میں آ گئے۔ جلسے کی کارروائی کا وقت آ گیا۔ اس وقت تک ایک نہایت معزز غیر احمدی مسلمان مکرم غلام محمد صاحب کنٹریکٹر بھی آ گئے تھے۔ انہیں سے صدارت کے لئے درخواست کی گئی۔ وہ کرسی صدارت پر آئے۔ اور تلاوت۔ نظم اور بابو محمد یوسف صاحب امیر جماعت کی ایک مختصر تقریر کے بعد میں نے قومی اتحاد و یکجہتی کے عنوان پر تقریر شروع کی۔ میں ایک گھنٹہ تک اس مسئلہ کی اہمیت و ضرورت پر اظہار خیال کرتا رہا۔ نماز مغرب کا وقت آ گیا۔ اس لئے تقریر ختم کر دی۔ میں نے اس تقریر میں صرف یہ دکھایا کہ حکومت کی اس پالیسی کا تمام مذاہب خصوصاً اسلام اور احمدیت سے کیا تعلق ہے۔ اللہ کا فضل ہے کہ یہ تقریر بہت پسند کی گئی۔ غیر مسلموں کی خوشی تو دیدنی تھی کہ انہوں نے ایک مسلمان کی زبان سے اپنی مذہبی کتب اور دھارمک نیتاؤں کی تعریف سنی۔ مگر مسلمان بھی خوش ہوئے۔ اس لئے کہ ان کو بھی اس تحریک کی کامیابی میں اسلام کی تکذیب نہیں بلکہ تصدیق نظر آئی۔ خیر یہ جلسہ خیر و خوبی سے ختم ہو گیا۔ ہمارے احمدی احباب جو کچھ عرصہ سے ملول و مغموم ہو رہے تھے۔ ان کی پیشانی پر بشاشت کے آثار نظر آنے لگے۔

اتحاد و یکجہتی پر دوسری تقریر

۱۴/ اکتوبر کو صبح چند ہندو نوجوان آئے۔ اور انہوں نے ہندوؤں کے ایک ادارے "گورو نواس" میں تقریر پر زور دیا۔ ہمارے صاحب جو کہنے والے تھے رہ گئے اور اس ادارے کے کارکنوں سے پروگرام طے کر آئے۔ آج رات ۸ بجے میری تقریر تھی۔ میں ٹھیک وقت پر وہاں گیا۔ اور ایک گھنٹہ تک خالص ہندی زبان میں وید۔ گیتا اور قرآن پر تقریر کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کرشن ثانی کا ذکر پاک کیا۔ اس تقریر میں عورتوں اور مردوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ اس تقریر کے بعد شہر پونچھ میں جماعت احمدیہ کے لئے مطلع صاف ہو گیا۔ میں اختلافی مسائل میں قطعاً الجھا ہی نہیں۔ نہ کسی پر طنز کی۔ میں نے صرف جماعت احمدیہ کو ملک کا صحیح خادم اور مذاہب عالم کا سچا قدر دان بنا کر پیش کیا۔ اور دعویٰ کیا کہ یہ جماعت انسانی معاشرت کے لئے ایک تعویذ کا اثر رکھتی ہے۔ اس کو چھیڑنا یا نقصان پہنچانا اہل ملک اور مذہب کو نقصان پہنچانا ہے۔ میں نے یہ بات دونوں تقریروں میں ولولہ انگیز طور پر کہی۔

غیر مسلم طبقہ جو بریلوی واعظ کا تماشا دیکھ چکا تھا اور پہلے ہی ان کی حرکات پر متعجب تھا میری تقریر سے بہت خوش ہوا۔ شہر پونچھ کی فضا سازگار بنانے کے لئے یہی دو تقریریں کافی تھیں۔ فالحمد للہ۔ ٹھیک جب جشن کا نظارہ دیکھ لیا تھا بریلوی واعظ یا ان کے ہمنوا ہماری ان باتوں کو چیلنج نہیں دے سکتے تھے۔ مگر جماعت احمدیہ اسی پر قناعت کرنے والی نہیں تھی۔ وہ تو جی بھر کے ملک و ملت کی خدمت کرنا چاہتی تھی۔

مذہب و سائنس پر تقریر

گورو نواس سے

آخر میں نے اب جماعت احمدیہ پونچھ کے سامنے یہ تجویز پیش کی۔ کہ ایک اور تقریر "مذاہب اور سائنس" کے عنوان پر اس شہر میں ہونی چاہیئے۔ اور یہ اعلان کر دینا چاہیئے کہ سائنس کی دنیا میں وید اور قرآن وغیرہ مذہبی کتب کا کیا مقام ہے۔

یہ موضوع ایسا تھا کہ برہمی کیا کسی دوسرے نے بھی اس موضوع پر تقریر کرنے کی جرأت نہیں کی تھی جس وقت شہر میں اس بات کا اعلان ہوا تو سچ مچ ہر عقیدہ و مسلک کے کیمپ میں خوشی اور تعجب کی لہریں دوڑ گئیں۔

ٹھیک شام کے ۴ بجے وسط شہر میں میری اس موضوع پر تقریر شروع ہوئی۔ ہندو مسلمان بڑی تعداد میں جمع تھے اس میں پولیس ٹریننگ سکول کے متعدد طلباء بھی آئے ہوئے تھے۔ میں نے یہ تقریر اردو اور ہندی کی ملی جلی زبان میں کی۔ اور سائنس کے بعض نظریات اور ایجادات پر وید، گیتا اور قرآن کریم کی شہادتیں پیش کیں۔ جا بجا بابا نانک کی سیرت سے بھی استشہاد کرتا گیا۔

اس تقریر نے اہالیان پونچھ کو بہت محظوظ کیا۔ اب تو جدھر دیکھو بس جماعت احمدیہ ہی کا چرچا ہے۔ کل تک جو مولوی واعظ کل بازاروں میں آ کر جماعت احمدیہ کے خلاف زبان درازیاں کر رہے تھے آج وہ بھی ذرا سنجیدہ و سنجیدہ سے نظر آ رہے تھے۔

حکام پونچھ سے ملاقات

۱۶ر اکتوبر کو میں نے حکام شہر سے ملنے کا پروگرام بنایا۔ ڈپٹی کمشنر، سپرنٹنڈنٹ پولیس، تحصیلدار ان تمام حکام سے علاوہ ان سبھوں کو سی۔ آئی۔ ڈی کی رپورٹ سے میری آمد اور تقریروں کی پہلے ہی اطلاع مل چکی تھی۔ سبھی خندہ پیشانی سے پیش آئے۔

اسلام اور سائنس پر تقریر

میں نے سوچا کہ آخر آج کا دن کیوں خالی جائے۔ اس لئے جماعت احمدیہ پونچھ کو مشورہ دیا کہ وہ آج "اسلام اور سائنس" پر ایک تقریر کا اعلان کرا دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ساتھ ہی پولیس ٹریننگ سکول میں خاص طور پر ایک دعوت نامہ بھیجا گیا۔ وقت مقررہ پر یہ تقریر بھی شروع ہو گئی۔ مسلمانوں کے علاوہ بہت سے ہندو اور سکھ بھی آخر تک نہایت دلچسپی سے یہ تقریر سنتے رہے۔ طلباء نے اس کے انتظام میں نمایاں حصہ لیا۔ میں نے یہ تقریر ایسے انداز میں کی کہ کوئی مسلمان خواہ کسی فرقے کا ہو محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

پولیس ٹریننگ سکول میں تقریر

۱۸ر اکتوبر کو میری ایسی کا پروگرام تھا۔ مگر تقریر کے بعد اس جلسہ گاہ میں مجھے سکول مذکور کے پرنسپل کی دعوت ملی کہ میں ۱۸ر اکتوبر کو سکول میں سائنس کے سٹوڈنٹس پر خطاب کروں۔ میں یہ موقعہ کب ہاتھ سے جانے دیتا۔ اور بعد ہر مکرم محمد صدیق صاحب ثانی کی موجودگی میں دعوت نامہ قبول کر لیا۔ اور ۱۸ر کو ٹھیک ۱۲ بجے طلباء کو "علم و سائنس" کے موضوع پر خطاب کیا۔

میں نے اندازہ لگایا کہ ہر رنگ سمت ستر طلباء موجود تھے ان میں غیر مسلموں کی بھی اچھی تعداد تھی۔

میں نے اس خطاب میں سائنس کے ارتقاء پر اظہار خیال کیا۔ تقریر شروع سے لے کر آخیر تک دقیق اور فلسفیانہ رہی۔ میں نے موجودہ نظریات کی روشنی میں بہت سی مذہبی باتیں بھی کہیں۔ طلباء یا ٹیچرز آخر تک نوٹس لیتے رہے۔ بلکہ یوں کہنا درست ہوگا کہ میری تقریر کا زیادہ حصہ نوٹ کیا گیا۔

تقریر کے بعد محترم پرنسپل صاحب نے میرے سامنے "وحدت کائنات" کا مسئلہ پیش کیا۔ اور بعض دوسرے مسائل بھی۔ میں نے جب اس کا جواب دینا شروع کیا تو حاضرین نے محسوس کیا کہ ابھی اور بھی بہت سے ایسے مسائل ہیں جن پر مذہبی نقطۂ نظر سے روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔ پرنسپل صاحب نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ اگر میں ٹھہر جاتا تو وہ اور بھی تقریریں اس سکول میں کرواتے۔

میں نے جب شہر پونچھ میں سائنس کے موضوع پر تقریر دلوانے کا یہ سہ مرحلہ راکٹ داغا تو مخالفوں کے کیمپ میں سراسیمگی پھیل گئی۔ پھر لطف یہ کہ مجھے اسی وقت جناب ڈپٹی کمشنر پونچھ نے "فلیگ ڈے" پر تقریر کرنے کی دعوت دیدی

فلیگ ڈے پر تقریر

میں اب سکول سے دوسری جگہ جلسہ گاہ کی طرف چلا۔ تو دیکھا وہاں شہر پونچھ کے عوام۔ رؤساء۔ اور حکام کے علاوہ فوج کے بھی بہت سے آفیسر اور نوجوان موجود ہیں۔ معلوم ہوا کہ آج فلیگ ڈے ہے۔ اور سارا شہر اس جگہ جمع ہے جناب ڈپٹی کمشنر صاحب کو میرا انتظار تھا۔ میں جونہی آیا مجھے اسٹیج پر کھڑا کر دیا۔ آج مجھے عوام کو فوج کی مدد پر ابھارنا تھا اور قوم و ملک کی ایک گراں قدر خدمت انجام دینی تھی۔ میں نے اس جگہ فوج۔ عوام اور ان کے فرائض پر ایک زوردار تقریر کی۔

میرے بعد علاقہ پونچھ کے ایم۔ ایل۔ اے مکرم جناب ماسٹر غلام احمد صاحب اور پھر جناب ڈپٹی کمشنر صاحب نے صدارتی تقریر کی۔ عوام نے ان دونوں کی زبانی میرے خیالات کی تعریف و توصیف سنی۔ شہر والے تو خوش ہونا ہی تھا۔ اس وقت تو میں ان کی نمائندگی کر رہا تھا۔ مگر بہت سے تنگ نظر یہ کہتے سنے گئے۔ کہ اگر یہ مولوی اور کچھ دن رہ گیا تو ہماری خیر نہیں۔ حالانکہ یہ اُن کا وہم تھا۔ جماعت احمدیہ اور اس کے نمائندے تو امن کے پجاری ہوتے ہیں۔ اور سبھوں کے خیر خواہ۔ امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کیسے درد دل سے فرماتے ہیں ؎

مجھے بیر ہرگز نہیں ہے کسی سے
میں دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

اس تقریر کے بعد سول حکام کے علاوہ فوج کے بہت سے آفیسروں خصوصاً بریگیڈیئر صاحب نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور خوشنودی کا اظہار کیا۔

وہی شہر پونچھ جہاں مجھے آتے وقت غضب و نفرت کی نظروں سے دیکھا گیا میں جب ۱۹ر اکتوبر کو وہاں سے روانہ ہوا تو نہ معلوم کتنے لوگ مجھے سلام و دعا دے رہے تھے۔

شکریہ احباب

میں جماعت پونچھ کے صدر مکرم محمد صدیق صاحب ثانی کا کس طرح شکریہ ادا کروں جنہوں نے اور ان کے اہل و عیال نے کتنے اخلاص کا مظاہرہ کیا۔ خدا انہیں جزائے خیر دے۔ اسی طرح مکرم محمود صاحب اور دوسرے دوست جو ہر ممکن طریقے سے میری حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ ساتھ ہی مکرم بابو محمد یوسف صاحب امیر جماعت کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان جلسوں کو کامیاب بنانے میں انہوں نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔

جموں میں قومی یکجہتی پر تقریر

پونچھ کے دورے سے فارغ ہو کر میں بابو محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ جموں کے ہمراہ جموں آیا۔ اب یہاں جلسے کا پروگرام تھا۔ بابو محمد یوسف صاحب جو ایک بارسوخ اور ہر دلعزیز آدمی ہیں۔ انہوں نے "قومی اتحاد و یکجہتی" کے موضوع پر ایک تقریر کا اعلان کرا دیا۔ اور جلسہ گاہ کے لئے وہ جگہ منتخب کی۔ جو پرجا پریشد اور جن سنگھ کا اڈہ ہے۔ مسلمانوں کا تو ذکر ہی کیا وہاں نیشنل کانفرنس کا کوئی اجلاس بھی پولیس کا معقول انتظام کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ بابو محمد یوسف صاحب کا بیان ہے کہ تقسیم ہند کے بعد آج تک مسلمانوں کا کوئی جلسہ وہاں نہیں ہوا۔ ۲۱ر اکتوبر شام کے ۴ بجے جلسے کی کارروائی کا وقت تھا۔

میں وقت مقررہ پر وہاں پہنچ گیا دیکھا کہ جلسہ کے لئے ایک موزوں جگہ ہے۔ مکرم بابو محمد یوسف صاحب نے جلسہ گاہ میں تمام ضروری سامان پہنچا دیئے ہیں۔ لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام ہے۔ آج کا اجلاس جموں کی ایک مشہور شخصیت پنڈت ... رانا ایڈووکیٹ ممبر پارلیمنٹ کے زیر صدارت ہونے والا تھا۔ وہ وقت مقررہ پر تشریف لائے۔ اور جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ شری کرشن چندر جی مہاراج کی شان میں جناب قیس مینائی صاحب کی مشہور نظم پڑھی گئی۔ پھر مکرم بابو محمد یوسف صاحب اور شہر جموں کے ایک سوشل ورکر جناب ایل۔ سی گپتا نے مختصر سی تعارفی تقریریں کیں۔ اس کے بعد جناب صدر جلسہ نے مجھے تقریر کے لئے بلایا۔

میں نے پہلے عربی اور سنسکرت میں خدا کی حمد و ثنا کی۔ پھر اردو اور ہندی کی ملی جلی زبان میں قومی یکجہتی پر تقریر شروع کی۔ اس تقریر میں قومی یکجہتی کے متعلق جماعت احمدیہ کا موقف مفصل و مدلل طور پر بیان کیا۔ اور اس تحریک کی تائید میں قرآن کریم، وید، گیتا اور گرنتھ صاحب کی تعلیمات پیش کیں۔

مکرم بابو محمد یوسف صاحب کو بہت سے لوگوں نے مشورہ دیا تھا کہ وہ "پرانی منڈی" میں جلسہ نہ کریں ورنہ کامیابی کا امکان نہیں بلکہ بدنظمی کا اندیشہ ہے۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جب میں نے تقریر شروع کی۔ تو لوگ ہمہ تن گوش ہو گئے۔ حاضرین کی تعداد چار اور پانچ سو کے لگ بھگ تھی۔ اور باوجودیکہ آج شہر میں دو اور بڑی تقریبیں ہو رہی تھیں۔ یعنی مہاراجہ گلاب سنگھ کا یوم ولادت اور سکھوں کی کوئی تقریب بھی تھی۔ پھر بھی حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ سامعین نے پوری توجہ اور دلچسپی سے تقریر سنی۔ اس سے پرانی منڈی کی روایت غلط ثابت ہوئی۔ کہ اس جگہ کوئی مسلمان جلسہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

جلسے کے بعد ہی تقریر پر تبصرہ شروع ہو گیا۔ کالج کے ایک لیکچرار اور ایک پروفیسر نے کہا کہ اگر اجازت ملی تو کالج میں بھی ایک تقریر کا بندوبست کریں گے۔ غرض یہ جلسہ خلاف توقع بہت کامیاب رہا۔ ہر مکتبۂ خیال کے تعلیم یافتہ لوگ موجود تھے اس سے بابو محمد یوسف صاحب کو ہی نہیں بلکہ مجھے بھی بہت خوشی ہوئی۔ اور میں جلسہ گاہ سے ہشاش بشاش قیام گاہ کو واپس آیا۔

مذہب و سائنس پر تقریر

دوسرے دن یعنی ۲۲ر اکتوبر کو مکرم بابو محمد یوسف صاحب نے جموں کے ایک مشہور مقام تالاب کھٹیکاں میں ایک جلسے کے انعقاد کا فیصلہ کیا۔ اور اس کا اعلان کرا دیا۔ آج میری تقریر "مذہب اور سائنس" کے عنوان پر تھی۔ محترم بابو صاحب موصوف کی تعارفی تقریر کے بعد میں نے اپنے موضوع پر اظہار خیال کیا اور سامعین کو بتایا کہ معارف قرآنیہ کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ اگر تدبر و تفکر سے کام لیا جائے تو روزانہ نئے نئے معارف و معانی کا انکشاف ہوتا جائیگا۔ اور اللہ کا فضل ہے کہ آج اس میدان میں بھی جماعت احمدیہ نمایاں کارنامے انجام دے رہی ہے

ہند و چین کا سرحدی مسئلہ

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن - بمبئی

آج ہند چین کے درمیان سرحدی مسئلے نے جنگ کی صورت اختیار کر لی ہے۔ روئے زمین کے تمام انسان ایک ہی کرۂ ارض کے رہنے والے ہیں۔ لیکن اس خیال سے کہ ایک قوم دوسری قوم کے وطن پر غاصبانہ قبضہ نہ کرے۔ اور دنیا کے امن میں خلل نہ ہو۔ اس کرۂ زمین پر بہت سی لکیریں کھینچ دی گئی ہیں۔ یہی ملکوں کی سرحدیں کہلاتی ہیں۔ اور قوموں کا وطن اور وطن پرستی کا تخیل تو بہت پرانا ہے اور قریب بہت دنوں سے سرحدوں کو "حصارِ عافیت" سمجھتی آ رہی ہیں۔ مگر جب سے نئی تہذیب اور نئے زور پکڑا ہے سرحدوں کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ آج زمانہ امن میں بھی ہر ملک کی سرحدوں پر پولیس اور فوج کی آہنی چوکیاں ہوتی ہیں جن کی پرانی تاریخوں میں نظیر نہیں ملتی۔ پاسپورٹ اور ویزا کے قانون نے سرحدوں کی اہمیت اور بڑھا دی ہے پہلے کسی ملک میں داخل ہونے کے لئے پاسپورٹ اور ویزے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ کولمبس امریکہ گیا۔ اور واسکوڈی گاما ہندوستان پہنچا۔ مگر کسی نے ان سے پاسپورٹ اور ویزا طلب نہیں کیا۔ مسلمان سیاح جیسے سلیمان تاجر، مسعودی، بیرونی، ابن بطوطہ بیسیوں ملکوں کی سرحدوں پر داخل ہوتے ہیں مگر کہیں ان سے پاسپورٹ کا مطالبہ ہوتا ہے نہ ویزے کا۔

مگر یہ مغربی تہذیب کی برکات ہیں کہ ان کے عہدِ حکومت میں سرحدی مسائل نے نازک صورت اختیار کر لی ہے اور دنیا بے شمار چھوٹی بڑی سرحدوں میں بانٹ دی گئی ہے۔ زمین تو زمین خلا تک کی سرحدیں قائم کر دی گئی ہیں۔ آج ہیئت ایک ملک دوسرے کے خلاف یہ شکایت کرتا ہے کہ فلاں ملک نے ہوائی جہاز نے ہمارے ملک پر پرواز کی۔ موجودہ تہذیب جس نے ہم کو زندگی کے بہت سے میدانوں میں رواداری و عالی ظرفی کی تعلیم دی ہے سرحد اور حدودِ مملکت کے معاملے میں نہایت تنگ دل اور کم ظرف بنا دیا ہے۔

پرانا اور نیا نقشہ

آج چین پرانے زمانے کا نقشہ اور پرانی تاریخیں دکھا دکھا کر اس بات کا دعوے کر رہا ہے کہ فلاں فلاں علاقے چین کے ہیں اگر اس طرح ہر قوم اپنے ملک کا پرانا نقشہ دکھانا شروع کر دے تو ملکوں کی موجودہ تقسیم میں بہت رد و بدل کرنا پڑے گا۔ پہلی جنگِ عظیم کے بعد ٹرکی و مشرق وسطےٰ کی اور دوسری جنگِ عظیم کے بعد یورپ کی جس طرح تقسیم ہوئی ہے۔ اگر پرانے نقشوں سے ملایا جائے تو یہ سب تقسیمیں غلط ثابت ہوتی ہیں۔ اگر ہر قوم ملک کی پرانی تقسیم و سرحد دوبارہ قائم کرنی چاہے تو دنیا میں کتنا بڑا انتشار پیدا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ سرحد کی تقسیم کو کسی جگہ قرار نہیں دنیا میں اتنی فاتح قومیں اٹھی ہیں۔ اور ملکوں کے نقشے اتنی مرتبہ بدلے ہیں کہ ہر نقشے کے بعد ہمارے سامنے دوسرا نقشہ آ جاتا ہے۔ آخر کس بنیاد پر ممالک کی تقسیم کی جائے۔ اسی لئے پُر امن بقائے باہمی کا تقاضہ تھا کہ ملکوں کی سرحدیں جوں کی توں رکھی جاتیں۔ ہاں اگر کہیں اختلافی معاملات میں دشواری پیش آتی ہو تو باہمی مشورے کے ذریعہ ان میں معمولی سا تصرف کر لیا جائے۔ اگر اس وقت اصول نظرانداز کر دیا گیا تو تمام دنیا میں ایک جرالا ہمیں کھٹ پڑے گی۔ ہٹلر نے اس خیال کو لے کر دوسری جنگِ عظیم کی آگ بھڑکائی تھی۔ اس کی کتاب "ہماری جدوجہد" دیکھئے۔ کیا کسی کے حق میں اس جنگ کا انجام اچھا ہوا؟

کمیونزم کی توسیع

چین کو چاہئے تھا کہ ہند و چین کی موجودہ سرحدوں پر دونوں ملکوں کی تقسیم برقرار رکھتا۔ اگر کسی جزوی تبدیلی کی ضرورت تھی تو دونوں ملکوں کے سیاستدان مشورے کر کے طے کر لیتے۔ مگر اس کا دوسرا طریقہ اختیار کیا۔ جس میں سراسر جارحیت حملہ آوری کا رنگ پایا جاتا ہے۔ سو سال سے میکموہن لائن کو ہند و چین کے درمیان خطِ فاصل مان کر دونوں ملکوں کے باشندے دوستی اور بھائی چارے کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ چین نے اس امن و انسانیت پر جنگ کو کیوں ترجیح دی۔ یہ زمانہ ترقی کی دوڑ اور منصوبہ بندی کا ہے۔ لیکن اس جنگی اقدام کا چین کی منصوبہ بندی پر برا اثر نہیں پڑتا۔

یہیں پہنچ کر یہ خیال یقین کی صورت اختیار کرنے لگتا ہے کہ سرحدی مسئلے کی حیثیت تو محض ایک بہانے کی ہے۔ دراصل چین کے سامنے توسیع کمیونزم کا پروگرام ہے۔ وہ کارل مارکس کے اس خیال کا پرچارک ہے کہ طاقت اور تشدد کے بل بوتے پر انقلاب برپا کر دے۔ کمیونسٹ بلاک کی حد اشتراک میں بحیرۂ عرب و بحیرۂ ہند تک پہنچانا چاہتا ہے۔

اگر یہ منصوبہ نہ ہوتا تو کیا کمیونسٹ چین جیسے منظم اور "دوررس" ملک کے سربراہوں کو یہ معلوم نہیں کہ سرحد ہمیشہ ادلتی بدلتی رہتی ہے۔ اور اس پر اتنا بڑا جھگڑا کھڑا کرنا سراسر نادانی ہے ورنہ ایسے فتنے تو ہر قوم برپا کر سکتی ہے۔

پرانی سرحدیں

ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامے میں لکھا ہے کہ سلطان محمد تغلق بادشاہ ہند کی عملداری حدود تبت کے اندر بھی پائی جاتی تھی۔ اور ان دنوں یہی بادشاہ چین کی سرحد تھی۔ ایک مرتبہ بادشاہ چین نے اس علاقے میں ایک مندر بنانے کی سلطان محمد تغلق سے اجازت مانگی تھی۔ اور قیمتی تحائف کے ساتھ سلطان کے دربار میں اپنا ایک سفیر بھیجا تھا۔ سلطان نے اس کے جواب میں ابن بطوطہ کو دربار دہلی کا سفیر بنا کر بادشاہ چین کی طرف روانہ کیا تھا۔ (ابن بطوطہ مرتبہ نوازش علی خان) سلطان محمود غزنوی کے حالات میں آتا ہے کہ ان کے عہد میں افغانستان ہندوستان کا ایک صوبہ بنا ہوا تھا۔ اور عرب کی مشہور تاریخ "ابن خلکان" میں افغانستان کے متعلق آتا ہے کہ وہ ناحیۃ من بلاد الھند افغانستان ہندوستان کا ایک صوبہ ہے مگر عربی کی اکثر تفاسیر میں سیلون کا شمار بھی ہندوستان ہی میں کیا گیا ہے۔ اور اسی کو حضرت آدم علیہ السلام کی جائے نزول بتایا گیا ہے۔

مغلوں کے عہد میں برما ہندوستان سے الگ تھا مگر انگریزی راج میں کچھ دنوں کے لئے یہ بھی ہندوستان کا صوبہ رہا۔ اسی طرح انگریزی راج میں عدن بھی ہندوستانی نظم و نسق کے ماتحت تھا۔ بحر جزائر شرق الہند یہ نام ہی بتاتے ہیں کہ ان ممالک کا ہندوستان سے نہایت گہرا تعلق ہے۔ اگر ہندوستان بھی اس بنیاد پر کوئی فساد کھڑا کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔ مگر یہ بقاءِ باہمی کے اصول کی صریح خلاف ورزی ہے اور ہندوستان اس طرف جانا نہیں چاہتا۔

کمیونسٹ چین نوآبادیاتی راج اور عوامی خوشحالی کا علمبردار ہے۔ کیا اس کو صرف چینی عوام سے ہمدردی ہے۔ کیا ہم ہندوستانی خوشحالی اور خوشگوار زندگی کے مستحق نہیں۔ اگر ہیں تو انہیں ہمارے ملک پر حملہ کر کے ہماری ترقی کی اسکیم اور منصوبہ بندی کو متاثر نہیں کرنا چاہئے تھا۔

اس کے علاوہ چین نے ہندوستانی سرحد پر حملہ کر کے ایک سیاسی غلطی بھی کی ہے۔ اس نے اقدام جارحانہ کر کے اور پنچ شیل کے عہود کو سرِ بازار دوستی کی خونریزی میں بھینٹ چڑھا دیا اور ہندوستان کی غیر جانبداری کو مجروح کر کے عالمی خاطر گیا۔ ... [illegible]

احمدی خواتین کی طرف سے بنگلور میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بتاریخ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۶۲ء مانجہ رہ کے مکان میں جلسہ سیرت النبیؐ زیرِ صدارت پریذیڈنٹ صاحبہ لجنہ اماء اللہ بنگلور منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن کریم سے جلسہ شروع ہوا۔ اور نعت کے بعد رسول اکرمؐ کی آمد پر عرب کی حالت سے لے کر آپ کے وصال تک کے واقعات پر مضمون مکرمہ سلیمہ خاتون صاحبہ نے سنایا۔ پھر نعت کے بعد مضمون رسول کریم نے کس طرح خدا تعالیٰ کی تعلیم لوگوں تک پہنچائی۔ اور اس سلسلہ میں آپ کے مصائب و تکالیف پر مشتمل مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ نے مضمون پڑھ کر سنایا۔ پھر ایک نظم رسول کریمؐ کی شان میں عزیزی رضوانہ نے خوش الحانی سے پڑھی۔ اسلام کی ضرورت پر خاکسارہ نے تقریر کی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی محبت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر اور مکرمہ عزیزہ بیگم صاحبہ نے تقریر کی۔ پھر مکرمہ میمونہ بیگم صاحبہ نے "محمدؐ است برہانِ محمدؐ" کے عنوان سے ایک مضمون پڑھ کر سنایا۔ آخر میں تین لڑکیوں نے مل کر سلام پڑھا۔ اور صدر صاحبہ نے تمام سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ جلسہ میں غیر احمدی مستورات نے بھی شمولیت کی۔ خدا کے فضل سے اچھا اثر لے کر گئیں۔ جلسہ کے بعد حاضرین کی چائے بسکٹ سے تواضع کی گئی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسارہ اختر بیگم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بنگلور

احمدیہ مسلم مشن حیدر آباد

ماہ اکتوبر میں تبلیغی و تربیتی سرگرمیوں کا خلاصہ

مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری فاضل نائب انچارج احمدیہ مسلم مشن

عرصہ زیر رپورٹ میں بارش کی وجہ سے خاطرخواہ تبلیغی اور تربیتی سرگرمیاں جاری نہیں رکھی جا سکیں۔ مگر پھر بھی حسب سابق پروگرام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کسی نہ کسی رنگ میں جاری رہا۔

جلسہ عام دوران میں بارش کی مشکلات کے باوجود ہم ایک شاندار جلسہ عام منعقد کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ یہ جلسہ ٹھیک آٹھ بجے شب زیر صدارت محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد شروع ہوا۔ مکرم مولوی کریم الدین صاحب فاضل نے حضرت سید عبدالقادر صاحب جیلانی رح کی سیرت اور آپ کے حالات زندگی پر تقریر فرمائی۔ آپ نے حضرت محبوب سبحانی کی طرف منسوب بے ہودہ قصوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے اپنے عمل اور قوت قدسیہ سے مسلمانوں کے اندر زندگی کی لہر دوڑائی اس کے وجود کو مسخرہ پن کا نشانہ بنا دیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ نے حدیث بعثت مجددین پیش کرتے ہوئے ان کے اعلیٰ مقام کو پیش کیا۔

آپ کے بعد مکرم میر احمد صادق صاحب ایم۔اے نے حضرت نبی اکرم صلعم پر ایک مفید اور پُر اثر تقریر فرمائی۔ آخر میں مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدر آباد نے جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض بیان کرتے ہوئے اس کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ انسانوں کی مقرر کردہ سوسائیٹیاں مجلسیں اور نام نہاد روحانی پیشواؤں کے ذریعہ قوم کی بگڑی ہوئی حالت سنور نہیں سکتی۔ اسلام خدا تعالیٰ کا قائم کردہ مذہب ہے۔ اس لئے وہی جماعت یا روحانی پیشوا اس کے اندر زندگی پیدا کر سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کھڑا ہو۔ اور بجز جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کے اس وقت کسی بھی جماعت کا یہ دعویٰ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے کھڑا کیا ہے۔ آجکل محبوب سبحانی کے متعلق مسلمان عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیکن ان گدی نشینوں، پیش اماموں اور نیز پرشوکت مساجد اور مذہب کے ٹھیکیداروں سے دریافت کیا جائے کہ محبوب سبحانی کے وقت میں اس زمانہ کے مسلمان، گدی نشین اور مذہبی علمبرداروں نے کیا سلوک کیا تھا۔ یہ لوگ آپ کو مجدد اور ولی اللہ تو کجا مسلمان بھی نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ اشد من الابلیس کا خطاب دیا تھا۔ مگر آج مخالفین محبوب سبحانی کا نام و نشان دنیا سے مٹ گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے مقابلہ پر اپنے محبوب بندے کی محبت دلوں میں بٹھا دی۔ اسی طرح آج بھی ایک اور محبوب سبحانی ہمارے زمانہ میں ظاہر ہوا ہے۔ اس کا نام نامی مرزا غلام احمد القادیانی علیہ السلام ہے۔ جس نے خود فرمایا کہ میری روح اور سید عبدالقادر جیلانی کی روح کو خمیر فطرت سے باہم ایک مناسبت ہے بس جس شخص کو حضرت محبوب سبحانی رح سے سچی عقیدت ہے وہ اس زمانہ کے برگزیدہ بندہ کی جماعت سے وابستگی کے لئے کوشاں ہوگا۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے جماعت احمدیہ کی قربانیاں اور تبلیغی مساعی پر بھی روشنی ڈالی۔ وقت کی رعایت کے پیش نظر صدر محترم نے حاضرین جلسہ اور مقررین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اہل محلہ کو سنجیدگی سے احمدیت کے متعلق غور کرنے کی درخواست فرمائی۔ چونکہ اس محلہ کی پوری آبادی مسلمانوں کی ہے۔ اور لاؤڈ سپیکر کا عمدہ انتظام ہونے کی وجہ سے سارے محلہ نے ان تقاریر سے استفادہ کیا۔

یوم التبلیغ مورخہ ۱۴ر اکتوبر کو یوم التبلیغ مقرر تھا۔ چنانچہ ٹھیک گیارہ بجے پانچ گروپ مکرم امیر صاحب جماعت، مکرم چوہدری مبارک علی صاحب مشنری انچارج، مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب فاضل، مکرم محمد صادق صاحب سکرٹری تبلیغ اور مکرم شیخ محمود احمد صاحب کی قیادت میں روانہ ہوئے۔ سب سے زیادہ زور اسی محلہ میں دیا گیا جس میں گذشتہ رات جلسہ ہوا تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں گروپ لیڈروں کی طرف سے جو رپورٹیں موصول ہوئیں وہ بحمداللہ خوش کن ہیں۔ اس روز شہر کے مختلف اطراف اور محلوں میں تین صد کے قریب تبلیغی پمفلٹ تقسیم کئے گئے اور ڈیڑھ صد کے قریب علمی اور ادبی ذوق رکھنے والے افراد کو تبلیغ کی گئی۔

ایک تقریب مرحوم نواب اکبر یار جنگ صاحب جماعت احمدیہ حیدر آباد میں ایک خاص مقام رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپکی اولاد کو اپنے باپ کے ورثہ میں اعلیٰ دماغی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں۔ یہ خاندان خالص علمی ذوق رکھتا ہے چنانچہ آپ کے صاحبزادہ محترم ڈاکٹر وحید الدین صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ ڈی حال ہی میں جرمنی سے فارغ التحصیل ہو کر تشریف لائے ہیں۔ مورخہ ۷ر اکتوبر کو جماعت احمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد کی طرف سے آپ کے اعزاز میں ایک عصرانہ دیا گیا۔ محترم محمد عبداللہ صاحب بی۔ایس۔سی۔ ایل۔ ایل۔ بی اسسٹنٹ سیکرٹری گورنمنٹ آف آندھرا پردیش نے جماعت کی طرف سے ایڈریس پیش کیا۔ جس میں جماعت احمدیہ کی طرف سے آپ کی علمی کامیابی پر مبارکباد پیش کی گئی۔ نواب صاحب مرحوم کی قربانیوں کو پیش کرتے ہوئے تعاون عمل کی نصیحت کی۔ مکرم نواب وحید الدین صاحب نے مختصراً اور موزوں الفاظ میں ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

انفرادی تربیتی پروگرام اس ماہ کے آخری دو ہفتہ خاکسار رخصت پر رہا۔ رخصت پر جانے سے قبل باقاعدگی سے مختلف محلوں کے دو سنٹروں میں تعلیم و تربیت کے لئے روزانہ جاتا ہے۔ اور جماعت کے بچے مرد و مستورات ان میں باقاعدگی سے کافی تعداد میں حصہ لے رہے ہیں۔ بعد نماز مغرب روزانہ جوبلی ہال میں درس و تدریس جاری ہے۔ چوہدری مبارک علی صاحب فاضل باہر سفر پر رہنے کی وجہ سے ماہ رواں میں درس القرآن کا سلسلہ جاری نہیں کر سکے۔ اب دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے۔ جوبلی ہال میں ہر روز احمدی احباب اپنے زیر اثر دوستوں کو لاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ سلسلہ ایک تو تبلیغ کو وسیع کرنے میں مدد دے رہا ہے تو دوسری طرف خود اپنے احمدی نوجوان بھی اس طرح سلسلہ کی تعلیم سے واقف ہو رہے ہیں۔

شاد نگر عرصہ زیر رپورٹ میں شاد نگر کے مقیم سلسلہ کے مبلغ مکرم مولوی بشیر الدین صاحب فاضل رخصت پر رہے۔ ان کی عدم موجودگی میں محترم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ پوری سرگرمی سے تبلیغ میں مصروف رہے خدا کے فضل سے محترم سید جعفر حسین صاحب کا اپنا وجود ہی ایک جیتی جاگتی تبلیغ ہے۔ اور مخالفین کے لئے ایک ننگی تلوار!! محترم سید صاحب کا حلقہ تبلیغ بہت وسیع ہے اور آپ خدا کے فضل سے شاد نگر کے چوٹی کے وکلاء میں سے ایک ہیں۔ احمدیہ مسلم مشن شاد نگر کی طرف سے ایک بڑا پوسٹر بعنوان "فرمان خدا" شائع کیا گیا ہے۔ جو شاد نگر میں راتوں رات دیواروں پر چسپاں کر دیا گیا۔ گو کہ پوسٹر مخالفین کی طرف سے پھاڑ دیئے گئے پھر بھی یہ طریقہ تبلیغ وہاں کے ماحول کے مطابق کامیاب ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ مزید سامان پیدا فرمائے۔ آمین۔

محترم سید جعفر حسین صاحب نے اپنی طرف سے مسجد احمدیہ کے لئے ایک موقع زمین کا ٹکڑا پیش کر کے باقاعدہ طور پر اُسے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہبہ کر دیا ہے۔ فجزاہ اللہ خیراً

ماہ رواں میں محترم سید صاحب کے ایک مخلص نوجوان سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے آمادہ ہو رہے ہیں۔ جلد ہی بیعت فارم پر کر کے ارسال کیا جانے والا ہے۔ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت بخشے

آخر میں بزرگان سلسلہ درویشان قادیان اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں بہتر رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جمشید پور کے تمام احمدیوں کی طرف سے ڈیفنس فنڈ میں امداد

جناب سید محمد سلیمان صاحب پراونشل امیر جماعت احمدیہ صوبہ بہار اطلاع دیتے ہیں کہ جمشید پور میں رہنے والے تمام ملازمین نے ڈیفنس فنڈ میں ایک ماہ کی تنخواہ دے دی ہے اور مزید بھی ہر قسم کا تعاون سرکاری افسران سے کریں گے۔

خدا تعالیٰ ان کے حب الوطنی کے جذبہ کو قبول فرمائے۔ جماعت کے جملہ عہدیداران سے التماس ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی جدوجہد کی اطلاع نظارت ہذا میں پہنچا کر ممنون فرماویں۔

خاکسار

ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

شموگہ (میسور سٹیٹ) میں گورپرب کی تقریب میں جماعت احمدیہ کی شمولیت

اور مقامی مبلغ کی تقاریر

تقسیم ملک کے بعد کچھ سکھ مہاجر مغربی پنجاب سے ہجرت کرکے یہاں پہنچے۔ جنہوں نے اس جگہ کو اپنا وطن بنا لیا۔ اور اب شموگہ اور اس کے اطراف میں مستقل طور پر آباد ہو چکے ہیں۔ یہ محنتی لوگ ہیں۔ اور اپنے کاروبار میں ترقی کر رہے ہیں۔ ان کی ہمت قابلِ رشک ہے۔ اپنی ہی محنت سے یہ لوگ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو چکے ہیں۔ جماعت مقامی سے ان کے تعلقات بہت مخلصانہ ہیں۔ ہماری تعداد بہت قلیل ہے۔ اور ان لوگوں کی تعداد بھی قلیل ہی ہے۔ لیکن باہمی تعلقات کی وجہ سے ایک دوسرے کے مذہبی اجلاسات میں شرکت اور تعاون کا سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل سے روزِ اول سے بدستور جاری ہے۔ امسال بھی جماعت کو گورپرب میں شرکت کا دعوت نامہ پہنچا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ شموگہ نے گذشتہ سالوں کی طرح اس دفعہ بھی گورپرب کے لنگر کے انتظام کے لئے چندہ دیا اور جماعتی طور پر اس تقریب پر تہنیت کا اظہار کیا۔ منتظمین گورپرب نے پہلے سب جماعت کے افراد کی لنگر کے پرشاد سے تواضع کی۔ اور پھر سب لوگ جلسہ میں شریک ہوئے۔ چنانچہ سردار کیول سنگھ صاحب نے سنگت کی طرف سے جماعت احمدیہ کے مقامی سکھ احباب سے تعلقات کا نہایت شاندار الفاظ میں ذکر کیا۔ اور جماعت کی گورپرب میں شرکت پر مسرت کا اظہار کیا۔ اور بتایا کہ دنیا میں سارے مذاہب والے اس مقدس پیشوا کے علاوہ دوسرے پیشوایان مذاہب کی تعظیم و تکریم سے سروکار نہیں رکھتے۔ مگر جماعت احمدیہ صرف دنیا میں ایک ہی ایسی جماعت ہے۔ جو تمام بانیانِ مذاہب کو اپنا سمجھتی ہے۔ اور جان و دل سے اُن کی عزت کرتی ہے۔ ان کی شرکت کی وجہ سے ہماری یہ تقریب بالکل سری گورو نانک جی مہاراج کے ابتدائی دور کی طرح بارونق نظر آتی ہے۔ موصوف نے اس خطاب خیر مقدم کے بعد مبلغ مقامی مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب کی خدمت میں درخواست کی اس بار بھی ہمیں اپنے قیمتی خیالات سنا کر شکریہ کا موقع عطا فرمائیں۔ جسے موصوف نے بمسرت قبول کرتے ہوئے حضرت بابا گورو نانک جی اور مغلیہ خاندان سے شروع ہونے والے تعلقات کو بانئے جماعت احمدیہ کی بعثت سے جو استحکام حاصل ہوا ہے۔ اُس کا خاکہ مؤثر اور دلکش انداز میں پیش کیا۔ اور بتایا کہ کروڑوں انسانوں کی گواہی سے زیادہ معتبر گواہی خدا تعالیٰ کے فرستادوں کی ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احمدیوں اور سکھوں کو ایک جسم کے اعضاء کی طرح متحد کرنے والا پیغام دیا ہے ہم اپنے سکھ بھائیوں کو محبت بھرا پیغام یہ پہنچاتے ہیں کہ حضرت بانئے جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے حضرت گورو نانک جی کے حالات کا مطالعہ کریں۔ تاکہ اس خدائی رہنمائی کی بدولت دنیا کو سچائی کا راستہ دکھانے کا مقدس کام سرانجام دے سکیں۔ یہ کام خدا تعالیٰ کا تھا کہ بچھڑے ہوؤں کو پھر سے ملا دے۔ اور اُس نے آج ہمیں حضرت بانئے جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدولت ایک دوسرے کے بالکل قریب کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اس مقدس پیغام

جالندھر شہر میں یوم التبلیغ

از مکرم شیخ محمد لطیف صاحب کاپنوری۔ مقیم جالندھر

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ تقسیم ملک کے بعد جالندھر میں پہلی مرتبہ باقاعدہ اور منظم طور پر یوم التبلیغ بڑی سرگرمی کے ساتھ منایا گیا۔ ۲۰-۱۱-۶۲ کو خاکسار نے مکرم سید شہامت علی صاحب ساہیتہ رتن اور مکرم عبد الحق صاحب بی۔ اے (یہ دونوں نوجوان مرکز کی طرف سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے جالندھر میں مقیم ہیں) سے مشورہ کرکے ۲۱-۱۱-۶۲ کو باقاعدہ طور پر جالندھر شہر، ماڈل ٹاؤن اور چھاؤنی تینوں جگہوں پر یوم التبلیغ منانے کا فیصلہ کیا۔

چنانچہ مجوزہ پروگرام کے مطابق ۲۱-۱۱-۶۲ کی صبح کو ہم تینوں بھائی سلسلہ کا لٹریچر لے کر شہر کے مختلف حصوں میں منتشر ہو گئے۔ اور بفضلہ تعالیٰ یہ فریضہ تقریباً سارا دن ہی سرانجام دیا گیا۔ انگریزی۔ اردو۔ ہندی اور گورمکھی زبان میں مختلف مسائل پر مشتمل تقریباً ڈیڑھ صد پمفلٹس اور کچھ کتب غیر مسلم دوستوں میں تقسیم کی گئیں۔ تقریباً سبھی دوستوں نے ہمارے لٹریچر کو بڑی خوشی بلکہ بعض نے خاص ذوق اور اشتیاق سے قبول فرما کر مطالعہ کرنے کا وعدہ فرمایا۔ نیز ان میں سے کئی دوستوں نے سلسلہ عالیہ کی مزید معلومات حاصل کرنے کا بھی وعدہ فرمایا۔

یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ کئی گریجوایٹ اور ڈبل گریجوایٹ جوانوں نے سلسلہ عالیہ کی تحقیق کرنے کی زبردست خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ انہیں مناسب لٹریچر پیش کر دیا گیا ہے۔ ایسے نوجوان طبقہ پر ہمارے پیش کردہ خیالات اور اصولوں کا کچھ ایسا اثر نظر آیا کہ ایک مقناطیسی طاقت ہے جو انہیں اسلامی فلسفہ کی طرف کھینچ رہی ہے۔ ایک ڈبل ایم۔ اے نوجوان نے دورانِ گفتگو میں اسلام کے متعلق اپنا تاثر بیان تک بیان کر دیا کہ "مشرقی اور مغربی فلسفے انسان کو بلاشبہ بھول بھلیوں میں پھنسا کر مذہب سے دست برداری اور دہریت کے اندھے کنوئیں میں گرانے والے ثابت ہو رہے ہیں۔ مگر میں محسوس کرتا ہوں کہ اس انتہائی ظلمت و تاریکی کے زمانہ میں آپ کے (اسلام کے) پیش کردہ معقول اور واضح اصول اور (قرآن کریم کے) قوتِ فکر کو حرکت میں لانے والے فلسفہ کی تیز روشنی میں ہمارا کھویا ہوا خزانہ ہمیں اب بھی مل سکتا ہے۔ آپ لوگ تو اس روشنی کے سمندر میں روزانہ نہاتے ہیں۔ کیا اس بارہ میں ہماری بھی کوئی مدد کر سکتے ہیں؟"

اس کا مناسب جواب ہماری طرف سے اس نوجوان کو دے تو دیا گیا ہے مگر احباب جماعت سے خاص طور پر درخواست ہے کہ ایسے دوستوں کے لئے دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے سینوں کو نورِ ہدایت سے منور کرے۔ آمین۔ اس جگہ اس امر کا ذکر کر دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان ہے کہ

> "ہندو مذہب کا ایک دفعہ پھر زور کے ساتھ اسلام کی طرف رجوع ہوگا"

سو دوست دعا فرمائیں کہ اللہ کرے کہ یہ نظارہ ہمارے زمانے میں ہی دنیا کے سامنے نمودار ہو تاکہ ہم بھی اس سے محظوظ ہو سکیں۔ آمین ثم آمین۔

کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق اپنی جناب سے احسن رنگ میں بخشے۔ آمین۔

مرتبہ۔ ایس۔ کے اختر حسین اختر
سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ شموگہ

درخواست دعا

مکرم حکیم محمد سعید صاحب سابق مبلغ کشمیر حال رخصتی مقیم لغلیانہ علاقہ پونچھ اپنے گھریلو حالات کے بارہ میں فکرمند ہیں۔ اور اپنے کاروبار میں سہولت اور فارغ البالی کے لئے احباب دردمندانہ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات اور پریشانیوں کو دور کرکے اپنے فضل سے سہولت کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جاری ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو ضرور مع تفصیل کے ساتھ مطلع فرما دیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

نمبر ۱۳۴۴۸ میں تبارک بی بی زوجہ شیخ منیر الدین صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن کرڈاپلی ڈاکخانہ تگریا ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۱۰/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے۔ میری جائداد از قسم زیورات وغیرہ حسب ذیل ہے:

سونے کے زیور: (۱) کان پھول ایک جوڑا ۱۲ چینا قیمت اندازاً ۔۔ ۶۰ روپے
(۲) ناک کے پھول ۲ عدد ۲ چینا
ناک کی چونٹی ایک عدد ۱ چینا
میزان ۴ چینا ۔۔ ۸۴ روپے
چاندی کے زیور: (۱) کمر کا سونا ۲۷ تولہ ۔۔ ۶۷.۵۰ روپے
(۲) پاؤں کا کڑا ۱۵ تولہ ۔۔ ۳۷.۵۰ روپے
(۳) ہنسی ۶ تولہ چھلہ ۳ تولہ مہر کا پھول ایک تولہ
تعویذ ۲ تولہ ۔۔ ۳۰.۰۰ روپے
(۴) انگوٹھی نصف تولہ ۔۔ ۱.۲۵ روپے
برتن کی قیمت اندازاً ۔۔ ۴۴.۰۰ روپے
کونڈی کی قیمت ۔۔ ۷.۰۰ روپے
لوہے کی اشیاء ۔۔ ۷.۰۰ روپے
مہر جو میرے خاوند کے ذمہ ہے ۔۔ ۱۵۰۰.۰۰ روپے
میزان ۱۸۳۶.۲۵ روپے

میزان ۱۸۳۶.۲۵ روپے جس کی میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی میری جائداد نہیں ہے۔ میرے مرنے پر جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں حصہ جائداد کی کوئی رقم ادا کر دوں تو قیمت وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ فقط

العبد نشان انگوٹھا تبارک بی بی زوجہ W/O.SK. Moniruddin
19-10-62. Karada Palli Tigiria

گواہ شد شیخ منیر الدین خاوند موصیہ سکنہ کرڈاپلی ڈاکخانہ تگریا ضلع کٹک۔ اڑیسہ
راقم الحروف۔ گواہ شد سید صمصام الدین احمد آف سونگڑہ سابق مبلغ سلسلہ احمدیہ حال کرڈاپلی تگریا۔ ضلع کٹک ۱۹-۱۰-۶۲

نمبر ۱۳۴۴۹ میں شریفہ بی بی زوجہ محمد یاسین صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری تاریخ بیعت پیدائشی ساکن کرڈاپلی ڈاکخانہ تگریا ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۱۰/۶۲ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔
اس وقت میری غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے۔ میری جائداد از قسم زیورات وغیرہ حسب ذیل ہے:۔

زیورات سونے کے:۔ (۱) کان کا پھول ایک جوڑا ۵ چینا قیمت اندازاً ۔۔ ۲۵ روپے
(۲) ناک کا پھول دو عدد ۲ چینا ۔۔ ۱۵.۰۰ روپے
(۳) ناک کا پھول ایک عدد ۴ چینا ۔۔ ۲۸.۰۰ روپے
زیورات چاندی کے:۔ (۱) ہنسی ۱۲ تولہ ۔۔ ۱۸.۰۰ روپے
(۲) بتانہ ۶ تولہ ۔۔ ۱۵.۰۰ روپے
(۳) تعویذ ۳ تولہ ۔۔ ۷.۵۰ روپے
برتن کی قیمت پیتل اور کانسے کے اشیاء ۔۔ ۴۹.۵۰ روپے
دیگر گھریلو اشیاء کونڈی کی سیل وغیرہ ۔۔ ۱۹.۰۰ روپے
حق مہر جو میرے خاوند کے ذمہ ہے ۔۔ ۸۵۰.۰۰ روپے
میزان ۱۰۲۷ روپے

جس کی میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ میری وفات پر جس قدر میری جائداد ثابت ہو۔ اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں حصہ جائداد کی کوئی رقم ادا کر دوں تو قیمت وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ فقط

العبد دستخط بحروف اڑیہ شریفہ بی بی۔ گواہ شد راقم الحروف سید صمصام الدین احمد آف سونگڑہ سابق مبلغ سلسلہ حال کرڈاپلی تگریا ضلع کٹک اڑیسہ ۱۹-۱۰-۶۲
Mohamad yasin at Karada palli
Husband 19-10-62

چندہ جلسہ سالانہ

جن جماعتوں نے چندہ جلسہ سالانہ تاحال مرکز میں نہیں بھجوایا۔ وہ مہربانی فرما کر جلد از جلد وصولی کر کے مرکز میں بھجوائیں تاکہ جلسہ سالانہ سے قبل انتظامات کی تکمیل میں کام آ سکے اور قرض نہ لینا پڑے۔ جن جماعتوں کے پاس اس مد کی وصول شدہ رقم ہو جو ابھی تک مرکز میں نہ بھجوائی گئی ہو وہ بلا تاخیر جلد از جلد مرکز میں بھجوا دیں تاکہ ان کے حسابات میں محسوب ہو سکے۔
امید ہے کہ جملہ جماعتیں اس طرف توجہ فرما کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گی۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو اپنی رضا کے مطابق زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔
ناظر بیت المال قادیان۔

زکوٰۃ

اگر آپ اپنے مال میں اضافہ اور برکت چاہتے ہیں تو زکوٰۃ ادا کریں یہ ایک تیر بہدف نسخہ ہے جو چودہ سو سال سے کبھی خطا نہیں ہوا۔ اور اس کا ضامن خدا تعالیٰ ہے۔ جس نے آپ کو مال دیا اور مزید دے سکتا ہے اور جس کے خزانوں میں کبھی کمی نہیں ہوئی۔
آپ بھی اس آزمودہ نسخہ پر عمل کر کے حسنات دارین کے وارث بنیں۔
زکوٰۃ کی جملہ رقوم محاسب قادیان کے نام ارسال کی جائیں۔
ناظر بیت المال قادیان

قادیان میں ایک شادی کی تقریب اور دعوتِ ولیمہ

قادیان ۱۶ نومبر پرسوں بروز بدھ مورخہ ۱۴ نومبر بعد نماز عصر مکرم چوہدری منور علی صاحب درویش قادیان کی شادی کی تقریب عمل میں آئی۔ موصوف کا نکاح قبل ازیں عزیزہ نیر روزہ بیگم بنت مکرم ماسٹر نثار محمد صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام سکول قادیان سے ہو چکا تھا۔ اس روز حضرت امیر مقامی اور حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی معیت میں درویشان مقامی پر مشتمل برات بعد نماز عصر مسجد مبارک سے روانہ ہو کر مکرم ماسٹر صاحب کے رہائشی مکان واقع خانہ حضرت بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پر پہنچی۔ برات کو مکان کے پچھلے حصہ کے صحن میں بٹھایا گیا جہاں مکرم حافظ ۔۔۔ علی صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور مکرم عطاء الرحمن صاحب عباسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا بعدہٗ حضرت امیر مقامی نے دعا کرائی۔
آج بعد نماز مغرب مکرم چوہدری منور علی صاحب نے ولیمہ کی دعوت دی جس میں ۲۰ احباب درویشان کو مدعو کیا گیا۔ جن میں صدر انجمن احمدیہ کے ممبران مقامی اور افسران صیغہ جات اور ۲۸ مستورات نے خاص طور پر شرکت کی۔ دعوت کے ۔۔۔ پر حضرت امیر مقامی مولانا عبد الرحمان صاحب فاضل نے دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے اور بہتر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

یہ تقرر مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۶۵ء تک کے لئے منظور کیا جاتا ہے۔
(ناظر اعلیٰ قادیان)

قادیان دار الامان

مکرم ومحترم ارشد عبد اللہ صاحب ۔۔۔۔۔۔ سیکرٹری مال
" بھائی اللہ دین صاحب ۔۔۔۔۔۔ " تبلیغ
" مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل بقاپوری ۔۔۔۔۔۔ " تعلیم و تربیت
" مولوی عبد القادر صاحب دہلوی ۔۔۔۔۔۔ " تحریک جدید و وقف جدید
" قریشی عطاء الرحمن صاحب ۔۔۔۔۔۔ " وصایا و ایڈیٹر
" صمت زاحمد صاحب ہاشمی ۔۔۔۔۔۔ " امور عامہ

(ناظر اعلیٰ قادیان)

خبریں

ضلع گورداسپور کی خبریں

بٹالہ ۱۷ نومبر۔ سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ بٹالہ انجینئرنگ کمپنی بٹالہ نے مبلغ دس ہزار روپیہ نیشنل فنڈ میں دیا ہے

گورداسپور ۱۷ نومبر۔ مقامی ہائر سکنڈری سکول کے تین طلباء نے نیشنل فنڈ میں مبلغ ۱۵/- ۵/- ۳/- روپے ماہوار دینے کی پیشکش کی ہے۔ ڈسٹرکٹ جیل کے ۲۷ قیدیوں اور ۵ سٹاف ممبران نے خون دان دینے کے لئے نام رجسٹر کرائے۔

سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ ۱۴ نومبر تک ضلع گورداسپور میں کل نو لاکھ اکاون ہزار سات سو تین روپیہ نیشنل ڈیفنس فنڈ میں جمع ہو چکا ہے۔

نئی دہلی ۱۹ نومبر۔ پردھان منتری پنڈت جواہر لال نہرو نے آج لوک سبھا میں اعلان کیا کہ ہمیں حال ہی میں جو شکستیں ہوئی ہیں اُن کے باوجود ہم یہ پختہ عزم کئے ہوئے ہیں کہ ہم اپنی ہار نہیں مانیں گے۔ ہم دشمن کے ساتھ جنگ کریں گے چاہے اسے پسپا کرنے اور اُسے بھارتی علاقہ سے باہر نکالنے کے لئے کتنا ہی عرصہ لگ جائے۔ پنڈت نہرو نے ہاؤس کو بتایا کہ نیفہ میں والونگ کے علاوہ سیلا کی پہاڑی بھی دشمن کے ہاتھ آ گئی ہے۔ لداخ میں چشول کے علاقہ میں بدستور لڑائی جاری ہے۔ پنڈت نہرو نے بتایا ہاؤس کو دکھ دہ ایک خبر دیتے لگا ہوں۔ والونگ میں دشمن نے ۱۵ اور ۱۶ نومبر کی رات کو حملہ کیا۔ یہ دونوں طرف حملہ تھا۔ اور لڑائی ۱۷ نومبر کی صبح تک جاری رہی۔ دشمن ہوائی اڈہ پر گولہ باری کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جو کہ بھارتی فوجوں کو رسد اور سامان سپلائی کرنے کا واحد ذریعہ تھا۔ ۱۷ نومبر بعد دوپہر کو بھارتی فوجوانوں نے والونگ کو خالی کر کے پیچھے مناسب مورچوں پر جانا شروع کیا۔ پنڈت نہرو نے کہا کہ پانگ کے علاقہ میں دشمن نے ہمارے مورچوں پر ۱۷ نومبر کو حملہ کیا۔ اس حملہ کو چار مرتبہ رد کیا گیا۔ بعد ازاں چینی فوجوں نے زیادہ طاقت کے ساتھ حملہ کیا۔ جس پر جانگ کے مورچہ کو خالی کرنا پڑا۔ (ریاست پلہ ۲۰)

نئی دہلی ۱۹ نومبر۔ سرکاری ذرائع سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ نیفہ میں چینی حملہ آور فوجوں سے بومڈیلا کے لئے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ بومڈیلا میں کامینگ ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر ہیں علاوہ درہ سیلا سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس وقت بومڈیلا کے گرد و نواح میں لڑائی ہو رہی ہے۔ درہ سیلا پر جو تیز پور سے ۱۰۰ میل پر ہے دشمن

قومی حفاظتی فنڈ میں امداد

ہمارے احمدی دوست مکرم عبدالرب صاحب نے بمقام بسلہ ضلع بالاسور اڑیسہ سے اطلاع دی ہے کہ انہوں نے نیشنل ڈیفنس فنڈ میں ایک دن کی تنخواہ اور دسواں حصہ سفر خرچ کا چین سے جھگڑا کے اختتام تک دیتے رہنے کا وعدہ وزیر اعلیٰ اڑیسہ سے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول کرے اور ہمارے ملک کو ارضی و سماوی آفات سے نجات دے۔ جو دوست اس کار خیر میں حصہ لیں وہ مرکز میں بھی اطلاع دیکر ممنون فرماویں

ناظر امور عامہ قادیان

نے کو قبضہ کر لیا تھا۔ بومڈیلا کی شہری آبادی جو قریباً دو ہزار اشخاص پر مشتمل ہے۔ کو وہاں سے نکالا گیا ہے۔ اب سیلا کے علاقہ تو بھارتی فوجوں کے ساتھ جا ملنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ برما کی سرحد کے قریب لوہت ڈویژن میں والونگ کے جنوب میں ہراول دستے دشمن سے متصادم کر رہے ہیں اور ایک ایک انچ زمین کے لئے لڑ رہے ہیں (ریاست پلہ ۲۰)

نئی دہلی ۱۹ نومبر۔ بھارت سرکار نے بمبئی کی مزگاؤں گودی میں بڑے تجارتی جہاز تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے اس گودی کو کافی وسیع کیا جا رہا ہے۔ یہ انکشاف آج لوک سبھا میں ڈپٹی منسٹر شری ہاتھی۔ آر۔ پون نے ایک سوال کے جواب میں کیا۔

نئی دہلی ۱۹ نومبر۔ واشنگٹن پوسٹ نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ بھارت پر چینی حملہ ایک اور عالمی جنگ کا باعث ہو سکتا ہے۔ چینی حملے کو ہندوستان کی جمہوریت اور ترقی کے لئے ایک مہلک خطرہ قرار دیتے ہوئے۔ اخبار مذکور نے لکھا ہے کہ ہندوستانی برصغیر کی تمام اقوام کے لئے یہ خطرہ ہے۔ اگر پاکستان، برما، نیپال، بھوٹان، سکم، ملایا، تھائی لینڈ، کمبوڈیا اور ان کے بعد انڈونیشیا اور روس کا بھی خطرہ در پیش ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے براعظموں کے ممالک کی بھی یہی حالت ہو گی۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد کسی جارحانہ حملے سے دیگر ممالک کی سلامتی آزادی اور امن کو اتنا بڑا خطرہ پیدا نہیں ہوا۔ یہ ایک لحاظ سے ساری دنیا کے خلاف چین کا حملہ ہے۔ اگر چین نے ہندوستان کو دبا لیا تو ایشیاء کو کون بچا سکتا ہے۔

نئی دہلی ۱۹ نومبر۔ پردھان منتری شری نہرو نے کہا لال قلعہ کے سامنے نقاب کشائی فوج کے وردی پر جوانوں اور افسروں کے روبرو تقریر کرتے ہوئے کہا آج ہماری فوج میں نظم و ضبط کی ہر دوڑ گئی ہے۔

جناب وزیر اعظم صاحب ریاست جموں و کشمیر کی طرف سے اظہار مسرت

چینی جارحیت کے مقابلہ کے لئے جماعت احمدیہ ہندوستان جس رنگ میں ملکی خدمات سرانجام دے رہی ہے اس پر اظہار مسرت کرتے ہوئے جناب بخشی غلام محمد صاحب وزیر اعظم ریاست جموں و کشمیر نے جو چٹھی جناب ناظر صاحب امور عامہ سلسلہ احمدیہ کو تحریر فرمائی ہے اس کا ترجمہ ذیل میں پیش ہے:-

از وزیر اعظم
جموں و کشمیر۔ سرینگر
نمبر ۶۲-PM/۲۱۵۹
۱۴ نومبر ۱۹۶۲ء

پیارے مسٹر راجیکی

میں آپ کے خط مورخہ ۳ نومبر ۱۹۶۲ء اور اس سرکلر چٹھی پر جو آپ نے موجودہ ہنگامی حالات میں اراکین جماعت احمدیہ ہندوستان کو بطور ہدایات کے بھجوائی ہے مسرت کا اظہار کرتا ہوں

آپ کا مخلص
(دستخط) جی۔ ایم۔ بخشی

بخدمت مسٹر برکات احمد راجیکی
ناظر امور عامہ احمدیہ جماعت قادیان پنجاب

جناب وزیر اعلیٰ صاحب حکومت یو۔پی کی طرف سے اسی تعلق میں جو چٹھی تحریر فرمائی گئی ہے۔ اس کا ترجمہ ذیل میں لکھا جاتا ہے

نمبر ۶۲/R-۸۷-III/۲۳۲۸-P-۵۰۷۵-P.O. | از سیکرٹری
مورخہ ۹ نومبر ۱۹۶۲ء | چیف منسٹر یو۔پی۔ لکھنؤ

مکرم بندہ

آپ کا خط جس میں آپ نے حکومت کو دلی تعاون اور خدمات کی جماعت احمدیہ کی طرف سے پیشکش کی ہے مجھے ملا ہے۔ جس طریق پر آپ نے قومی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے قدم اٹھایا ہے وہ بہت ہی قابل تحسین ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے مجھے آپ کی ان کی طرف سے اظہار تشکر کی ہدایت فرمائی ہے۔

(دستخط) آپ کا مخلص
ٹی۔ ایل۔ پاک

بخدمت شری برکات احمد راجیکی
ناظر امور عامہ
سلسلۂ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

بعض افسران سے ملاقاتیں

قادیان ۱۲ نومبر۔ آج جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ اور جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ جناب ایس۔ ڈی۔ ایم صاحب بٹالہ اور جناب ایس پی صاحب گورداسپور کو ملنے کے لئے بٹالہ اور گورداسپور گئے۔ اور سلسلہ کے بعض معاملات کے متعلق ہر دو افسران سے بات چیت کی۔ جناب ایس۔ ڈی۔ ایم صاحب و ایس۔ پی صاحبان نے جماعت کی ڈیفنس فنڈ میں اعانت اور ڈیفنس کی دیگر ضروریات کے جماعت احمدیہ قادیان کے تعاون کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ جو یا ہند قانون اور سرکاری افسران کے ساتھ تعاون کا طریق جماعت احمدیہ نے اختیار کیا ہوا ہے وہ لائق تحسین اور قابل تقلید ہے۔ ۲ بجے بعد دوپہر ہر دو احباب واپس قادیان پہنچ گئے۔

(نامہ نگار)

بھارت کے علاقہ پر قبضہ کر لیا ہے یہ بات بالکل غلط ہے۔ اتحاد اور عوام کے عزم راسخ کی آئینہ دار ہے۔ جب جسم کے کسی حصہ پر زخم آتا ہے تو اس کا سارے جسم پر اثر ہوتا ہے۔ بھارت نے آزادی اتحاد اور عوام کے

انہیں محاذ جنگ پر کام آنے والے دیش کے بہادروں کو بھلانے پر افسوس ہے وہ اندھے اسلئے ہیں کہ بے کار ہو گئے